رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

REGD. L NO 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے
ایک روپیہ آٹھ آنے
چندہ ششماہی عوام سے
چودہ آنے
سرپرستوں سے سالانہ
دس روپے عـہ
امراء سے سالانہ
پانچ روپے
غیر ممالک سے سالانہ آٹھ شلنگ

نور THE NOOR

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر انگریزی ماہ کی
۳
۱۷
تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا۔ دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط بنانا
(۵) مختلف اقوام میں رشتہ اتحاد کو مستحکم کرنا۔

جلد ۲۶ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۳۷ء مطابق ۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۶ھ | نمبر ۱۶

اَبّ تو گلہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی

گذشتہ دنوں مجھے چند دوستوں نے یہ لکھا کہ اخبار نور جو کسی وقت غیر مذاہب میں تبلیغ کا زبردست آرگن تھا۔ اب یہ دیکھکر تکلیف ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ادویہ کے اشتہار کا ذریعہ بن رہا ہے۔ بیشک ایک حد تک یہ بات صحیح ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ قوم پر پڑتی ہے جس نے ایک بےنظیر تبلیغی صحیفہ کی جانب سے بہت حد تک آنکھیں پھیر لیں، حالانکہ نور کے تبلیغی مضامین اور اس کے عملی تبلیغی کارناموں کے اور تو اور دشمن بھی معترف ہیں۔ میں یہ بات کسی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ آریوں کے متعلق عموماً اور سکھوں کے متعلق خصوصاً جو نور نے تبلیغی لٹریچر مہیا کیا۔ سب سے بڑھ کر نور کو خوشی ہوگی۔ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ کسی نے اس لٹریچر میں اضافہ کیا ہو۔ میں دوستوں کی گزشتہ بے رُخی کو نظر انداز کرتے ہوئے ناظرین کو ایک اور سنہری موقع دیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اب میں بطور آزمائش قریباً چار ماہ تک اپنے اخبار میں ادویہ کا کوئی غیر معمولی یا دو صفحہ سے زیادہ کا اشتہار نہیں دوں گا (جس میں ڈیڑھ ماہ گذر گیا) اور اخبار کا حجم سولہ ۱۶ صفحوں سے کم نہ ہوگا۔ اور ان چار ماہ میں نور کی قیمت بجائے تین روپے کے ایک روپیہ آٹھ آنے مقرّر کی جاتی ہے۔ پھر ان کتب میں سے ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں جن کا اندراج اسی اخبار کے صفحہ دو ۲ پر ہے۔ خریداروں کو مُفت دی جائیں گی۔ گویا بالفاظ دیگر اخبار دوستوں کو مفت پڑے گا۔ اگر اس چار ماہ کے عرصہ میں "نور" کے ایک ہزار خریدار ہو گئے۔ تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اسے اشتہار کا ذریعہ نہیں بنایا جائے گا۔ اور "نور" کی قیمت بھی ہمیشہ کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنے ہی رہے گی۔ اور علاوہ ازیں ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت ملا کریں گی۔ اب دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس عرصہ میں نور کی اشاعت ایک ہزار تک پہنچا دیں۔ اور جو سہولتیں دی گئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر دوست ذرا بھی ہمّت سے کام لیں۔ تو ایک ماہ میں ہی نور کی خریداری ایک ہزار تک پہنچ سکتی ہے۔

اگر اب بھی دوستوں نے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کی توسیع اشاعت اور اعانت سے گریز کیا۔ تو پھر کم از کم ایڈیٹر نور بری الذّمہ ہوگا۔

دوستوں کے جواب باصواب کا منتظر

خاکسار:۔ ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اس اخبار کا صفحہ ۲ دو ضرور مُلاحظہ کیجیے

(الفرض مہتمم ...) پریس قادیان میں باہتمام چودھری عطاء اللہ خان ... فاضل پرنٹر چھپ کر ایس محمد یوسف ایڈیٹر و پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوستوں کی خدمت میں ضروری گزارش

برادرانِ ملّت ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوستوں کے اس قابل تعریف تقاضہ پر کہ وہ نور کو آج سے بارہ [۱۲] سال پہلے کی شان میں جبکہ اپنے و بیگانے غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے اس کے زبردست آرگن ہونے کے معترف تھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوستوں کی اس واجبی خواہش کا خیر مقدم کرتے ہوئے میں ۳۱ مارچ سے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ بطور آزمائش چار ماہ کے لئے نور کا چندہ بجائے تین روپے کے ایک روپیہ آٹھ آنے کیا جاتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت دی جائیں گی۔ اگر ایک ہزار تک خریداری پہنچ گئی تو مستقل طور پر نور کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) سالانہ مقرر رہے گا۔ اور ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت ملتی رہیں گی۔ اور انشاءاللہ نور اپنی تبلیغی شان میں ۱۹۲۵ء سے بڑھ چڑھ کر نظر آئے گا۔

جن دوستوں کے نام اسی اخبار کے تیرہ [۱۳] صفحہ پر درج ہیں۔ ان کا چندہ مارچ سے ختم ہے۔ آئندہ سال کا چندہ وصول کرنے کے لئے یکم مئی کو ان میں سے ہر ایک کے نام ایک روپیہ چودہ آنے کا وی۔ پی بالتفصیل ذیل روانہ ہوگا:۔

چندہ اخبار ایک سال بجائے تین روپے کے ۔ ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

محصول ڈاک وی۔ پی .... تین آنے .... ۳؍

ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابوں کا محصول .... تین آنے .... ۳؍

میزان ایک روپیہ چودہ آنے ۱ہم

وی۔ پی پیکٹ میں کسی بھائی کے نام کتابیں نہیں بھیجی جائیں گی۔ کیونکہ جو دوست وی۔ پی واپس کر دیتے ہیں۔ واپسی پر کتابوں کی صورت اسقدر بگڑ جاتی ہے کہ آئندہ کوئی گاہک ایسی کتابوں کے لینے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ وی۔ پی کی وصولی پر ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی دوستوں کو کتابیں پہنچ جائینگی — اگر دوست ۲۵؍ اپریل سے پہلے بذریعہ منی آرڈر ایک روپیہ چودہ آنے (۱ہم) بھیج سکیں تو اور بھی اچھا رہے گا۔ منی آرڈر موصول ہونے پر فی الفور کتابیں ارسال خدمت ہوں گی۔ کتابوں کی فہرست اس صفحہ کے دائیں جانب ملاحظہ فرمایئے۔ ان میں سے ایک روپیہ آٹھ آنے کی جونسی کتابیں مطلوب ہوں اس سے آگاہ کر دیجئے۔ آپ کی طرف سے جواب نہ آنے پر دفتر اپنے انتخاب سے ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھیج دے گا۔

غیر مذاہب میں نور کو ایک مبلّغ اعظم دیکھنے کا یہ سنہری موقع ہے۔ اگر دوستوں نے جنھیں اس قدر سہولتیں دی گئی ہیں۔ میرے ساتھ تعاون کیا۔ تو وہ انشاءاللہ ہمیشہ کے لئے نور کو غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے ایک بے نظیر بہادر جرنیل کی صورت میں دیکھ سکیں گے۔

لہٰذا دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود ہی وی۔ پی وصول فرمائیں۔ بلکہ اپنے احباب کرام میں بھی "نور" کی توسیع اشاعت کے لئے مؤثر مربیانہ سعی سے کام لیں۔ تاکہ اخیر جون تک اس کی اشاعت ایک ہزار تک پہنچ سکے۔ والسلام

آپ کا خیر اندیش

خاکسار:۔ ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

فہرست کتب

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب
قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر قیمت ۵؍

سکھ اور مسلمان
قیمت ۸؍

سکھ مسلم اتحاد
قیمت ۸؍

ہندو دھرم کی حقیقت
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

آریہ مذہب کی حقیقت
قیمت ۶؍

گائے اور سکھ دھرم
قیمت ۱؍

یہ اصل قیمتیں ہیں محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا

ان کتابوں کے متعلق صرف یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اپنے اور بیگانے سب مان چکے ہیں۔ کہ غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے یہ لٹریچر اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور قادیان
ضلع گورداسپور
پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ویدک دھرم اور رواداری

۳۱ مارچ کا پرتاب لکھتا ہے کہ "خان عبدالغفار خان نے گوروکل وشوودیالہ کانگڑی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں نے گیتا اور رامائن کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس مطالعہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ویدک دھرم رواداری کی تعلیم دیتا ہے"" اس پر پرتاپ ان سطور کا اضافہ کرتا ہے کہ "یہ کسی ہندو کے الفاظ نہیں ایک مومن کے ہیں۔ اسپر بھی اگر کوئی مسلمان ہندوؤں پر غیر رواداری کا الزام لگائے۔ تو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ تعصب کے زیر اثر ایسا کر رہا ہے"" اس نوٹ سے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ عبدالغفار خان صاحب رواداری سے کام لے رہے ہیں یا ویدک دھرم؟ کسی مذہب کی رواداری کا اندازہ لگانے کے لئے تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اول یہ کہ وہ مذہب اپنوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔

دوم یہ کہ بیگانوں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا ہے

سوم یہ کہ بحالت جنگ دشمنوں کے ساتھ وہ کیا طریق اختیار کرتا ہے۔

سب سے اول میں اپنوں کے متعلق ویدک دھرم کے سلوک پر روشنی ڈالتا ہوں۔ ہندوؤں کے ہاں چار جماعتیں ہیں۔ برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر خواہ کچھ ہو ہندو شودروں کو اپنے میں سے سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض ہندو لیڈر فخریہ یہ کہتے ہیں کہ شودر ہمارے گوشت کا پوست ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہندوان کہلانے والے شودروں سے جنھیں یہ اپنے گوشت کا پوست کہتے ہیں کیا سلوک کرتے ہیں۔ منوادھیائے ۴ شلوک ۸۹ میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص شودر کو دھرم کا اپدیش (تبلیغ) کرتا ہے وہ مع اس شودر کے دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں گرایا جاتا ہے"۔ اب غور کیجئے کہ محض اس قصور پر کہ ایک آدمی کہلانے والے شودر کو وعظ و نصیحت کرتا ہے اور اسے برائیوں سے منع کر کے نیکیوں کے کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ محض اس دوش پر یہ نصیحت سنانے والا اور سننے والا دوزخ میں دھکیلے جائیں گے۔ برخلاف اس کے اسلام یہ فرض قرار دیتا ہے کہ تم لوگوں کو وعظ اور نصیحت کرو۔ جیسا کہ فرقان حمید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ اور ہو جائے تم میں سے ایک جماعت جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور بدی سے منع کرے۔ اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہیں۔

اب غور کیجئے۔ کہ دونوں کے نقطۂ نگاہ میں کتنا فرق ہے۔ ایک وہ جو اور تو اور اپنوں کے لئے بھی نیکی اور بھلائی کی باتیں کہنا روا نہیں رکھتا۔ دوسرا وہ جو یہ تاکید کرتا ہے کہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا تمہارا فرض ہے۔ اب دونوں میں سے کونسا مذہب رواداری کا ثبوت دے رہا ہے۔ اسے دوست خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ حوالے تو اور بھی بہت ہیں۔ جو بلاشبہ سینکڑوں کی تعداد میں ہوں گے جسے میں محض طوالت کی وجہ سے نظر انداز کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی کو انکار ہوا تو بخوشی پیش کئے جائینگے۔

اب میں دوسری صورت کو لیتا ہوں کہ بیگانوں کے ساتھ ہندو دھرم کا سلوک کیسا ہے؟ ستیارتھ پرکاش ۱۸۹/۵ پر یہ لکھا ہے کہ "ادھرمی (ویدوں کے نہ ماننے والا) خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی تنزل و تخریب میں لگا رہے"۔ اس کے مقابل ذرا اسلام کی رواداری ملاحظہ ہو۔ شری سوامی دیانند صاحب بانئ سماج جب پہلی دفعہ ۱۸۷۷ء میں لاہور تشریف لائے تو سب ہندوؤں نے انھیں ٹھیرانے سے انکار کر دیا۔ ایسے وقت میں لاہور کے مشہور ڈاکٹر خان بہادر رحیم یار خاں مرحوم نے سوامی موصوف کیلئے اپنی کوٹھی خالی کر دی۔ اور یہی صورت سوامی موصوف کے ساتھ امرتسر میں پیش آئی۔ جہاں کہ ایک مسلمان رئیس میاں محمد جان نے سوامی صاحب موصوف کیلئے اپنی شاندار کوٹھی کے دروازے کھول دیئے۔ اب دونوں میں سے رواداری کا نمونہ کس مذہب نے دکھلایا عیاں راچہ بیاں۔ پھر اور غور کیجئے کہ ایک مسلمان ہندو کے ہاں کھانا کھا سکتا ہے۔ مگر ہندو نہیں کھا سکتا۔ پھر اور دیکھئے کہ ایک مسلمان گوجر اپنے ہاتھوں سے اپنے برتن میں دودھ دوہ کر لاتا ہے۔ مگر جب وہ دودھ ایک ہندو حلوائی کے برتن میں جا چکتا ہے۔ تو پھر مسلمان کے ہاتھ لگانے سے وہی دودھ بھرشٹ اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیئے کہ ان معاملات میں کونسا مذہب رواداری سے کام لے رہا ہے۔ آج تک کئی ہندوؤں اور خصوصاً آریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں شوخ کتابیں لکھیں۔ رنگیلا ..... وغیرہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اگر مسلمان بھی چاہتے تو وہ بھی کئی رنگیلے لکھ سکتے تھے۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ بعض حالات میں کئی ایک مسلمان قرآن مجید کی اس تعلیم کے ماتحت کہ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ شری کرشن اور شری رامچندر وغیرہ کو بھی اپنا بزرگ سمجھتے ہیں۔ اب آپ خود ہی غور کریں کہ کونسا مذہب یا کس مذہب کے پیرو رواداری سے کام لے رہے ہیں۔ واقعات سامنے ہیں۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں کہ جنگ میں ویدک دھرم کہاں تک رواداری سے کام لیتا ہے کیونکہ جنگ ہی ایک ایسی چیز ہے جس میں کسی کی بردباری تحمل یا رواداری کا پتہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ اس وقت جذبات بھڑکے ہوئے ہوتے ہیں۔ ؂

ورنہ امتحاں بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ وشاب کا

یجروید بارہ منتر تیرہ ادھیائے میں لکھا ہے:۔ کہ "اے راج پرش آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔ اے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے۔ آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں"۔ پھر اور ملاحظہ کیجئے یجروید ۱۳ منتر ۱۳ ادھیائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اے تیج دھاری و دوان پرش آپ تیز رو دشمن کے کھانے پینے یا دیگر کام کاج کے مقامات کو اچھی طرح سے اُجاڑیں اور ان کو اپنی تمام طاقت سے ماریں" پھر اور دیکھئے یجروید ۱۵ ادھیائے ۱۵ منتر :- جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں کہ جو ایذا دینے والا ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں" میں ان ویدک احکام پر اپنی طرف سے کوئی حاشیہ نہیں دینا چاہتا۔ اس کے بالمقابل آپ ذرا قرآن مجید کی تعلیم جنگ کے متعلق ملاحظہ کیجئے۔ قرآن مجید میں صرف ان ہی لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے جو خود لڑائی میں پہل کرتے ہیں۔ اور پھر قرآن مجید اس کے ساتھ یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ "لڑائی میں حد سے نہ بڑھو" یعنی جتنا دشمن نے تمہارا نقصان کیا ہے اتنا ہی کرو۔ اور اگر اس سے تجاوز کرو گے تو تم ظالم ٹھیرو گے۔ اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۔جیساکہ قرآن مجید کی ان آیات سے ظاہر ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ ج فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ○ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ط فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ○ (بقرہ پ ۲) کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَاتِلُوْھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ جو لوگ تم سے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک ظالم لوگ خدا کو نہیں بھاتے (لڑائی کے وقت) جہاں اُن کو پاؤ لڑو اور جہاں سے (تمہارے گھروں) سے انھوں نے تم کو نکالا ہے انکو نکال دو۔ فتنہ و فساد قتل قتال سے بھی بڑا ہے اور مسجد الحرام (کعبہ) کے قریب جب وہ خود نہ چھیڑیں تم نہ لڑو۔ پس وہ اگر شروع کریں تو بے شک مارو اسی طرح کافروں کا بدلہ ہے۔ اگر باز آ جائیں۔ تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ ان سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے اور کل قانون خداوندی ہو جاوے۔ اگر لڑنے سے باز آ جاویں تو بجز ظالموں کے کسی پر ہاتھ نہ بڑھاؤ رفع شر کا تمہیں حکم ہوا ہے۔ اور تم اس کو ناپسند کرتے ہو (تمہاری سمجھ سے) عجب نہیں کہ تم ایسی چیز کو بھی جو واقع میں تمہیں مفید ہو نا پسند کرنے لگو اور مضر کام کو بھلا سمجھ لو۔ خدا خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اللہ کی راہ میں لڑو اور جانو خدا سنتا اور جانتا ہے"

اب غور کیجئے کہ اسلام نے اثنائے جنگ میں بھی جبکہ احساسات بہت اضطرابی حالت میں ہوتے ہیں کیسی سلامت روی، رواداری کی تعلیم دی ہے فاتح مفتوح پر کیا کیا سختیاں روا نہیں رکھتے۔ سیاسی نقطۂ خیال سے جنگ کا ایک یہ بھی اصول ہے کہ دشمن کو اس قدر ناکارہ بنا دو کہ آئندہ وہ کبھی اُٹھ نہ سکے۔ ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر شاید یہ چال کچھ مفید ہو سکتی ہو۔ مگر اس سے مفتوح کے دل میں اپنی ذلت کی وجہ سے جو بدلہ لینے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اندر ہی اندر اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ گو وقتی طور پر آگ دب جاتی ہے۔ مگر اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے۔ اور موقع آنے پر وہ اس تیزی سے بھڑکتی ہے کہ اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں مگر اسلام یہ کہتا ہے کہ تم پہلے کسی پر حملہ نہ کرو۔ اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو مقابلہ کرو۔ مگر مقابلہ میں بھی اس بات کو خصوصیت سے مد نظر رکھو کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ یعنی جتنا دشمن نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اتنا ہی نقصان پہنچاؤ۔ اور حد سے بڑھنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔ اور حد سے بڑھنے سے ہی دنیا میں بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ اگر آج اسلام کے اس سنہری اصول پر عمل ہو سکے تو یہ دنیا کی بدامنی باہمی کشیدگی اور تنفر۔ امن۔ صلح اور رفاقت میں بدل سکتی ہے اسلام نے سیاسیات میں بھی ایسی بے نظیر رواداری کا ثبوت دیا ہے جو دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ مسلمان ہندوستان میں جب برسر اقتدار تھے۔ اور تو اور علاوہ وزارتوں کے سپہ سالارتک کے عہدے ہندوؤں کو دئے گئے اورنگ زیب علیہ الرحمۃ جسے ہندو بہت متعصب سمجھتے ہیں اس کے عہد میں ہندوؤں کو سپہ سالاری کا فخر بخشا گیا۔ اس سے بڑھ کر رواداری اور کیا ہو سکتی ہے سپہ سالاری کے عہدہ کی اہمیت اظہر من الشمس۔ پھر دور کیوں جاؤ۔ اسوقت پنجاب میں مسلمان ساٹھ فیصدی۔ اور ہندو وغیرہ چالیس فیصدی۔ مگر پنجاب میں جو نئی وزارت قائم ہوئی ہے۔ اس میں تین مسلمان وزیر ہیں۔ اور تین ہندو۔ کیا کوئی ہندو صوبہ بھی ایسی نظیر پیش کر سکتا ہے یقیناً نہیں۔ مصر میں قبطیوں کی آبادی برائے نام ہے۔ مگر مسلمانوں نے قبطیوں کو اُن کی تعداد سے بہت زیادہ نمائندگی دیدی ہے۔ اگر اس پہلو میں ہندو دوست بھی کوئی عملی قدم اُٹھا سکیں تو یقیناً آج ہی ہندوستان کا نقشہ بدل سکتا ہے ♦

شذرات

کیا یہ درست ہے؟

۲۹ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "کانگریس ایک سیلاب کی طرح دن بدن آگے بڑھ رہی ہے۔ جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے کانگریس کی مخالفت قریباً ختم ہو چکی ہے۔ مگر مسلمانوں میں ابھی یہ حالت پیدا نہیں ہوئی" ہندو مہاسبھا کے پروگرام اور اس کا موجودہ طریق اور کانگریس کے متعلق اس کی ذہنیت ایڈیٹر صاحب پرتاپ سے پوشیدہ نہیں ہوگی۔ پھر وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوؤں سے کانگریس کی مخالفت ختم ہو چکی ہے۔ صوبہ سرحد نے جہاں کہ قریباً سو فیصدی مسلمان ہیں جس شدومد سے کانگریس میں حصہ لیا ایڈیٹر صاحب پرتاپ اس سے بے علم نہیں۔ اگر آج ہندو مہاسبھا کی ذہنیت مسلمانوں کے متعلق بدل سکے تو یقیناً مسلمانوں کو ہر ایک ملکی مفاد کے میدان میں آپ سب سے آگے پائیں گے

ہندو اور چھوت چھات

۲۲ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "موضع نوری والی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھانہ سانگلہ ہل میں چند سکھوں نے مذہبی سکھوں کو گوردوارہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر نہایت تشویشناک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔"

ہندوستان میں نہ صرف سکھوں بلکہ ہندوؤں کے دوسرے فرقوں میں بھی کم و بیش یہی رواج موجود ہے۔ اچھوت اودھار کے معاملہ میں آریہ سماج اور سکھ ہندوؤں میں آگے آگے ہیں۔ جب ان میں چھوت چھات کا یہ حال ہے کہ اور تو اور اچھوت لوگ گوردواروں اور مندروں میں جا کر خدا کی عبادت بھی نہیں کر سکتے تو اس کے آگے اصلاح کا ذکر ہی کیا۔ ہاں یہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو چھوت چھات کی بڑی سختی سے بیخ کنی کرتا ہے اس کا یہ ثبوت ہے کہ اسلامی ممالک میں کوئی اچھوت نہیں۔ مسلمانوں کی مسجدیں سب مسلمانوں کے لئے کھلی ہیں۔ اگر کہلانے والے اچھوت حقیقی معنوں میں مساوات کے خواہشمند ہیں تو ان کی یہ بابرکت خواہش صرف اسلام میں ہی پوری ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اگر اچھوت مستقبل میں اپنی بہتری کے جویاں اور اسلام کے ہمدرد ہیں تو انھیں فوراً اپنی اولاد کے سایہ رحمت میں آ جانا چاہئے۔

اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا

۹ر مارچ کا جاگرت لکھتا ہے کہ "پنجاب میں اسلام کیسے پھیلا؟ اس مضمون پر پروفیسر گلشن رائے کا ایک لیکچر حال ہی میں اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ ان کے اس موضوع کے متعلق خیالات میں کسی کو کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ مگر ان کے بیان کے اس حصّے کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں مسلمان فقراء کا کافی ہاتھ رہا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ پرانے زمانے میں خدا پرستی کا پرچار کرنے والے مسلمان صوفیوں فقیروں کی درگاہیں۔ جو بڑے اسلام کی تبلیغ کا اڈا بنے رہے ہیں۔"

جو شخص خالی الذہن ہو کر اس پر غور کرے گا۔ اسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اپنی خوبی سادگی مساوات اور روحانیت کے طفیل اشاعت پاتا رہا ہے۔ اسوقت کیا تمدنی اور کیا سیاسی پہلو سے مسلمان ایک گونہ انحطاط میں ہیں

ہندوستان کی ہر ایک مردم شماری مسلمانوں کا خاصہ اضافہ اپنے ساتھ لاتی ہے۔ حالانکہ اسوقت کسی مسلمان کے ہاتھ میں تلوار نہیں۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ اسلام ہر زمانہ میں اپنی بے نظیر خوبیوں کی وجہ سے لوگوں سے خراج تحسین حاصل کرتا رہا ہے۔

دسم گرنتھ اور سکھ صاحبان

۱۲ر مارچ کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "میں پروفیسر گنگا سنگھ اور ان کے یاروں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ تریہ چرتر (دسم گرنتھ صاحب کے ایک حصہ کا نام ہی) کا حرف بحرف پنجابی ترجمہ چھاپ کر دکھائیں۔ اگر ان کا اخبار لوگوں نے پڑھنا نہ چھوڑ دیا تو میرا ذمہ اگر پروفیسر گنگا سنگھ یا سردار جسونت سنگھ وہی الفاظ جو تریہ چلتر میں درج ہیں اپنے رسالہ میں درج کر دیں تو یقیناً پولیس ان کے خلاف فحش نویسی کے الزام میں زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند مقدمہ چلا دے گی اس قسم کی دھرم اور پایہ تہذیب سے گری ہوئی تحریروں کو گورو گوبند سنگھ صاحب کی بانی (قول) کہنا سخت گستاخی ہے"۔ میرے خیال میں تمام سکھ صاحبان مشترکہ رنگ میں یہ اعلان کر دیں کہ دسم گرنتھ گورو گوبند سنگھ کا کلام نہیں ہے۔ اور اس لئے سکھ اس گرنتھ کو معتبر نہیں سمجھتے تو زیادہ اچھا رہیگا

ہندو عورت کی مشکلات

حال ہی میں شیام کماری نہرو کی زیر ادارت ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس میں ہندوستان کی متعدد خواتین نے ان ضروری مسائل پر بحث کی ہے۔ جو عورتوں کے متعلق ہیں۔ مختلف مذاہب کی ۳۹ مضمون نگار خواتین نے نسوانی مسائل پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں:۔ "ہندو عورت کی مشکلات" کے عنوان سے "سلوچنا ڈولکار" نے بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں خاتون موصوفہ نے حسب ذیل مشکلات کا ذکر کیا ہے جو اس تہذیب و تعلیم کے زمانہ میں بھی ہندو عورت کی راہ میں حائل ہیں۔

(۱) ہندو عورت کو نکاح ثانی کی اجازت نہیں (۲) صغر سنی میں اس کی شادی ہو جاتی ہے (۳) شادی میں اس کی مرضی کا کوئی دخل نہیں (۴) اُسے مذہبی علوم و فنون یعنی وید پڑھنے کی اجازت نہیں (۵) اُسے اپنے نام سے جائداد خریدنے کا حق حاصل نہیں (۶) اس کی حیثیت خاوند کی رفیقۂ حیات کی نہیں بلکہ کنیز کی ہے۔ (۷) اگر خاوند بدسلوکی کرے تو وہ چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتی (۸) والدین کی جائداد میں سے ترکہ کی حقدار نہیں۔ (۹) بیوہ عورت کی حالت قابل رحم ہے (۱۰) شہریت کے حقوق حاصل نہیں

ان مشکلات کا واحد حل قرآن پاک ہے۔ ثبوت کے لئے قرآن مجید کی آیات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) وانکحوا الایامیٰ منکم (۱۸/۲۴) فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف (۲/۲) (۲) ماطاب لکم (۴/۱) (۳) فاذا بلغن اجلھن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف (۴) ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات تا آخر آیۃ واجرا عظیما (۲۲/۳۳) (۵) ولا یحل لکم ان تاخذوا اتیتموھن شیئا (۲/۲۹) (۶) لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ (۴/۳) ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (۲/۲۳) (۷) فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (۲/۲۹) (۸) یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (۴/۲) (۹) وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج فان خرجن فلا جناح علیکم فی ما فعلن فی انفسھن من معروف (۲/۱۴) (۱۰) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (۲/۲۸)

یہ وہ حقائق ہیں جنہیں نولاً قرآن یا اسلام کے حقائق کے بطور ہندو دنیا مانے یا نہ مانے عملاً ماننے پر مجبور ہے۔

اچھوتوں پر ہندوؤں کے انتہائی مظالم

احمد آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ تعلقہ دھولکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضلع احمد آباد کے موضع دھنوادا میں حال میں جبکہ ایک ڈرامہ ہو رہا تھا تو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور ہریجنوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جس میں کئی ہریجن مجروح ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ ڈرامہ دیکھنے کے لئے اعلےٰ ذات کے ہندو اور ہریجن دونوں جمع تھے۔ ہریجن چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے جب ایسا دیکھا تو وہ برافروختہ ہو گئے۔ اور جانبین میں سخت کلامی شروع ہو گئی۔ اور پھر نوبت مار پیٹ تک پہنچ گئی اور کئی ہریجن مجروح ہوئے۔ جن کو ڈھولکا کے ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔

آریہ سماج کو بچاؤ

اس عنوان سے اخبار پرکاش کے ۲۱ر مارچ کے پرچہ میں مہاشہ کرشن نے ایک لیڈنگ آرٹیکل چھاپا ہے۔ جس کی شروع کی چند سطور یہ ہیں:۔

"یہ کیا شور ہے جو آریہ سماج میں سنائی دے رہا ہے؟ آریہ سماجوں کی شرومنی سبھا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اس وقت ایک دنگل بن رہی ہے۔ جہاں مختلف پہلوان اپنے اپنے زور کی نمائش کر رہے ہیں۔ پرتی ندھی سبھا کے اندرونی جھگڑوں کا آریہ سماجوں پر بڑا اثر پڑ رہا ہے اور چاروں طرف اُداسی چھا رہی ہے۔ اُتساہ کہیں نظر نہیں آتا۔ جب کسی آریہ سے ملو وہ اس بات کی شکایت کرتا ہے کہ اپنے جھگڑوں کی وجہ سے آریہ سماج نیچے کو جا رہا ہے پچھلے دنوں مجھے میرے آریہ بھائی لالہ بھو رام نیئر نے لکھا کہ:۔ میں برسوں سے گوروکل کے لئے بھکشا کر رہا ہوں لیکن جس کٹھنائی کا مجھے اس بار سامنا ہوا ہے۔ آج تک کبھی نہیں ہوا۔ جس سے میں گوروکل کے لئے بھکشا مانگتا ہوں وہ پہلے یہ سوال اُٹھا دیتا ہے کہ اُپدیشک ودیالہ کا جھگڑا کیا ہے؟ بات بھی معقول ہے۔ اگر جنتا کو یہ معلوم ہو کہ ہمارا دیا ہوا دان اچھے مصرف میں نہیں آ رہا ہے۔ وہ کیوں دان دے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے اندرونی اختلافات جو اس وقت خاص طور پر پبلک کے سامنے آ رہے ہیں ان کی بھاری وجہ دیانند اُپدیشک ودیالیہ کی ورتمان (موجودہ) اوستھا (حالت) ہے

آریہ سماج اور پردہ

۱۴ر مارچ کا آریہ اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ "تین چیزیں پردہ کی مستحق ہیں۔ بھوجن۔ دولت۔ زنانہ۔" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندو لوگ کھانا بھی پردے میں کھاتے ہیں۔ اور دولت کے معاملہ میں بھی رازداری سے کام لیتے ہیں۔ مگر زنانہ کے متعلق فی زماننا کم از کم آریہ سماج چنداں پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ پرانی ضرب المثل جس کا حوالہ پرکاش نے دیا ہے یہ تین چیزیں پردہ کی مستحق ہیں۔ یہ کسی حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امثلہ بڑے لمبے تجربہ کے بعد وضع کی جاتی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ آریہ سماج یا ہندو صاحبان موجودہ بے پردگی کا خمیازہ بھی ساتھ ساتھ اُٹھا رہے ہیں۔ مگر محض اسلئے کہ اسلام پردہ پر زور دیتا ہے۔ خصوصاً آریہ سماج اس سے متضاد راہ اختیار کر رہا ہے۔ اگر آریہ سماج اسلام کے اس سنہری اصول پر ایک یا دوسری وجہ سے عمل نہیں کر سکتا تو کم از کم اسے اپنی اس مذکورۃ الصدر مشہور ضرب المثل کا ہی کچھ پاس کرنا چاہیئے۔

اسلام سے پہلے بھی ہندوستان میں پردہ رائج تھا

۱۰ر اپریل کے پرتاپ میں کوئی اندرسین کوہلی بی۔ اے نامی لکھتے ہیں کہ "ہندو شاستروں میں عورت کو پردہ رکھنے کا تو کہیں نام نہیں۔ البتہ مسلمانی عہد حکومت میں ہندو سوسائٹی میں پردہ وغیرہ کی بد رسومات داخل ہو گئیں۔" یہ غلط ہے کہ ہندوستان میں پردہ اسلام کے ذریعہ رائج ہوا۔ حالانکہ بالمیکی رامائن میں لکھا ہے کہ "راون کے مرنے پر راون کی پٹ رانی (مندودری دیسنر) مہارانی راون کی نعش پر گریہ وزاری کرتی ہوئی کہتی ہے کہ ہے ناتھ (مالک) میں آپ کی پٹ رانی ہو کر برہنہ منہ بھری مجلس میں آئی ہوں۔ کیا یہ دیکھ کر بھی آپ کی غیرت جوش میں نہیں آتی اور اُٹھ کھڑے نہیں ہوتے۔" پھر جس وقت بھبکشن سیتا کو رامچندر جی کے پاس لائے۔ اسوقت اس جگہ سے سب لوگ ہٹا دیئے گئے۔ یہ دیکھ کر رامچندر نے کہا کہ "یہ سیتا کی بےبسی ہے اسوقت یہ پردہ کی پابندی نہیں کر سکتیں۔" یہ یقینی بات ہے کہ رامائن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے بہت پہلے کی تصنیف ہے۔ اسلئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام سے پہلے ہندوستان میں پردہ رائج نہ تھا۔ پرتاپ کا یہی نامہ نگار اپنے اسی مضمون میں آگے جا کر کہتا ہے

کہ "عورتوں کو پردہ سے باہر آنے پر غنڈوں کو شیطانی حرکات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔" جب آپ ایک یا دوسری وجہ سے خود بھی پردہ کو محسوس کرتے ہیں تو پھر مخالفت کے کیا معنے۔ اور تو اور آریہ سماج کے مصلح اعظم سوامی دیانند صاحب بھی پردہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش سمولاس ۳ صفحہ ۳۷ پر سوامی موصوف لکھتے ہیں کہ "لڑکے اور لڑکیوں کے مدرسے دو کوس کے فاصلے ہونے چاہئیں معلمہ نوکر چاکر لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ہی ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے۔" بتلایئے اس سے بڑھ کر پردہ کی تاکید اور کیا ہو سکتی ہے۔

اچھوت اور جناب گاندھی جی

۱۹ر اپریل کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "مقامی ہندو سبھا کے سکرٹری کو متعدد دیہاتیوں کی طرف سے عرضداشت موصول ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ عیسائی مشنری احمد آباد کے متعدد دیہات میں پانچوا اچھوتوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جلدی مداخلت کی جائے سکرٹری نے گاندھی جی کو اس کے متعلق لکھا ہے اور دریافت کیا ہے کہ کیا قدم اُٹھایا جائے۔" اچھوت اپنی موجودہ ناگفتہ بہ حالت سے نکلنے کے لئے بیقرار ہیں۔ ہندو مہا سبھا جب تک منوشاستر اور منوسمرتی وغیرہ کے قائل ہے۔ اس کے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ اسکا حل ہے اسلام کے پاس۔ جہاں کوئی بھی اچھوت نہیں سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر جناب گاندھی جی واقعی اچھوتوں کے ہمدرد ہیں تو پھر انھیں اچھوتوں کو یہ کہدینا چاہیئے کہ تمہارے روحانی اور تمدنی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہی ہے۔

نُور اور نُور کے ناظرین

اس اخبار کے ٹائٹل پیج کے ملاحظہ سے آپ دوستوں کو یہ بات بخوبی روشن ہو جائیگی کہ کچھ عرصہ کے لئے نور کی قیمت بجائے تین روپے کے ایک روپیہ آٹھ آنے کر دی گئی ہے اور پھر ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں مفت ملینگی۔ موجودہ کاغذ کی گرانی میں اس سے بڑھ کر اور کوئی سستا اخبار نہیں ہو سکتا۔ اگر نور کی اشاعت ایک ہزار تک پہنچ جائے۔ تو پھر میں ہمیشہ کے لئے اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے کر دونگا۔ اور اس کے ساتھ ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت ملتی رہیں گی اور سکھوں اور آریوں کے متعلق مضامین بھی تبلیغی نقطۂ خیال سے بہترین سے بہترین مہیا کئے جائینگے لہٰذا دوستوں کا فرض ہے کہ وہ پوری جانفشانی سے کام لیں۔ تاکہ باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ کے اسباب

(ایک حقیقت شناس ہندو کا اعتراف صداقت)

مدراس روٹری کلب کے ایک جلسہ میں حال ہی میں مسٹر ڈٹل اکونٹنٹ جنرل مدراس نے مشرق و مغرب میں آبادیوں کے اتار چڑھاؤ پر تقریر کرتے ہوئے ایک دلچسپ حقیقت کا انکشاف کیا کہ آبادی میں اضافہ محض قدرتی اسباب پر مبنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ ہندوستان کے نقشہ پر شمال مشرق کی طرف نگاہ ڈالیں۔ تو آپ کو یہ کیفیت نظر آئے گی کہ شمال مشرقی و سرحدی صوبہ میں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ پنجاب میں اس سے کم۔ بہار میں اور بھی کم۔ لیکن بہار میں دفعتہً اس میں حیرت انگیز اضافہ نظر آئے گا۔ مسٹر موصوف کہتے ہیں کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں تو مسلمانوں کی فراوانی بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ خطے ہندوستان کے مغربی سرحدات پر اسلامی ممالک کے قریب واقع ہیں اور باہر سے جو مسلمان آئے اور ان میں سے اکثر یہیں مقیم ہو گئے لیکن بنگال میں مسلمانوں کی تعداد میں زیادتی کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہاں تلوار چلی یا حکومت کے اقتدار کا جادو چلا۔ مسٹر ڈٹل کہتے ہیں کہ ان میں کوئی بھی وجہ بنگال میں مسلمانوں کے اضافہ آبادی کا باعث نہیں ہے۔ اگر اسلامی غلبہ و اقتدار ہی اس کا باعث ہوتا۔ تو مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی صوبہ جات متحدہ اور دہلی میں ہوتی۔ جہاں مسلمان صدیوں تک سریر آرائے حکومت رہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ان ہر دو علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد دیگر اقوام کے مقابلہ میں بالکل کم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بنگال میں مسلمانوں کی کثرت کو فتوحات اسلام یا دبدبۂ اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ کثرت قطعاً طبعی اسباب پر مبنی ہے۔ اور جیسا کہ تاریخی حالات اور اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ برطانوی تسلط کے زمانے میں شروع ہوا ہے۔ اور اس تھوڑے سے وقفہ میں وہ حیرت انگیز طریق پر بڑھا ہے۔ غور تو کیجئے کہ سنہ ۱۹۳۱ء میں بنگال کے اندر مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فیصدی تھی۔ جبکہ ہندوؤں کی تعداد ۴۳ فیصدی تھی

اس سے پچاس سال پیشتر یعنی سنہ ۱۸۸۱ء میں یہ صورت نہ تھی اس وقت مسلمانوں کی تعداد ۴۹ فیصدی اور ہندوؤں کی ۴۹ء۸ فیصدی تھی۔ یعنی ہندو مسلمانوں کی نسبت محض ۰ء۸ فیصدی کم تھے۔ گذشتہ پچاس سال میں مسلمانان بنگال کی آبادی میں ہر سال ایک فیصدی کا اضافہ ہوتا رہا ہے۔ جبکہ ہندوؤں کی آبادی میں اس کے نصف سے بھی کم۔ اس سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سنہ ۱۷۸۱ء میں بنگال میں ہندوؤں کی آبادی ۵۰ فیصدی سے بھی زیادہ ہوگی۔ اور اسلامی حکومت کے عہد میں وہ یقیناً مسلمانوں کی نسبت زیادہ تھے۔ اور روز بروز ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔ صورت بنگال کے سپرنٹنڈنٹ مردم شماری کی رائے یہ ہے:۔ کہ بنگال میں ہندوؤں کی آبادی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس میں بہت جلد کمی واقع ہونی شروع ہو جائیگی اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ بدستور جاری رہیگا

مخالفین چاہے کچھ کہیں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ نہ حکومت کی وجہ سے نہ اقتدار سلطنت کے باعث نہ روپے کا لالچ غیر مسلموں کو مسلمان بننے پر آمادہ کر رہا ہے اور نہ کوئی اس قسم کا سبب مساعدت کر رہا ہے۔ ان کی تعداد میں اضافہ کی وجوہ صرف یہ ہیں کہ (۱) اسلام کی پاکیزہ و سادہ تعلیم زیادہ تعداد میں غیر مسلموں کو مسلمان بنا رہی ہے (۲) مسلمانوں کی غذا اور ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان میں اضافہ آبادی کی زیادہ قوت ہے یہی وجہ ہے کہ صرف صوبہ سرحدی و پنجاب و بنگال ہی نہیں۔ بلکہ سارے ہندوستان میں ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

تین چیزیں یاد رکھو

(۱) تین اشخاص اپنی عادت سے مجبور ہیں:۔ ظالم ظلم سے سخی سخاوت سے۔ سچائی پسند سچائی سے۔

(۲) تین چیزیں زندگی میں صرف ایک بار ملتی ہیں۔ والدین۔ حسن۔ جوانی۔

(۳) تین اشخاص ہمیشہ غم میں مبتلا رہتے ہیں:۔ حاسد دولت مند۔ مفلس۔

(۴) تین شخص وقت پر پہچانے جاتے ہیں:۔ صابر مصیبت پر۔ بہادر مقابلہ پر۔ بھائی ضرورت پر

(۵) تین چیزیں دوسرے کے گھر میں رہ کر اصلی حالت میں نہیں آتیں۔ قلم۔ کتاب۔ عورت

(۶) تین چیزیں کسی کا انتظار نہیں کرتیں۔ وقت۔ موت۔ گاہک

(۷) تین چیزیں یاد رکھنے سے آدمی گناہ سے بچتا ہے۔ سچائی فرائض حقیقی۔ موت۔

(۸) تین چیزیں انسان کو تباہ کرتی ہیں۔ بدچلنی۔ غصہ۔ لالچ

(۹) تین اشیاء اصل مقصد سے روکتی ہیں۔ لالچ۔ عشق۔ غریبی

(۱۰) تین اشیاء تین چیزوں کو بھلاتی ہیں:۔ نیند بستر کو۔ بھوک جوٹھ کو۔ عشق ناطہ کو۔

(۱۱) تین چیزیں نکل کر واپس نہیں آتیں: کمان سے تیر۔ بات زبان سے۔ جان جسم سے۔

(۱۲) تین چیزیں ایک دوسرے سے نہیں ملتیں۔ شکل۔ خصلت۔ نصیب (قسمت)

(۱۳) تین چیزیں زبردست کی رہتی ہیں۔ دولت۔ زمین۔ عورت

(۱۴) تین چیزیں پردہ کی مستحق ہیں۔ بھوجن۔ دولت۔ زنانہ

(۱۵) تین اشیاء مصیبت پر دیکھی جاتی ہیں۔ دھیرج۔ دھرم۔ بھائی

(۱۶) تین چیزوں پر کبھی اعتبار نہ کرے۔ استری نادان دوست زندگی۔

(۱۷) تین ہستیوں سے کبھی بگاڑ نہ کرے۔ حکیم۔ باورچی۔ بھیدی

(۱۸) تین ہستیوں سے بھلائی کی امید نہ رکھے۔ خود غرض و دیسی حکومت۔ چغلخور۔

(۱۹) تین چیزوں کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ دھرم۔ امید۔ تحمل

(۲۰) تین چیزیں وحشت طاری کرتی ہیں۔ چور۔ سانپ۔ دیوانہ کتا

(پرکاش)

اسلامی حکومتوں میں غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت

بہت سے متعصب اور تنگ نظر لوگ مسلم فرمانرواؤں پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ اور وہ ہمیشہ ان پر ظلم و ستم کرتے رہے۔ لیکن تاریخی شواہد سے یہ ثابت ہے کہ اسلامی حکومت کے آغاز ہی سے ہر قوم کو اپنی عبادات اور دینی و ملی معاملات میں پوری آزادی حاصل رہی۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہبی معتقدات (و مراسم) کی وجہ سے تکلیف نہیں پہنچائی گئی۔

عہدِ خلافت سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضؓ پھر حضرت فاروق اعظم رضؓ پھر حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ نے نہایت ہی صاف الفاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اعلان کیا کہ:۔ تمام غیر مسلم مذہب کے اعتبار سے بالکل آزاد رکھے جائیں گے۔ اور ان کی عبادت و رسوم میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے گی (جامع الشواہد)

یورپ کے مشہور مورخ مسٹر سی۔ ایچ۔ مارش اپنی مشہور کتاب "اے لکچر آن اسلام" میں لکھتا ہے:۔

"زمانہ خلافت راشدہ میں اور اس کے بعد بھی غیر مسلموں کے تمام معابد کاروباری مراکز اور تمام قومی معاملات ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد تھے۔

"لائٹ آف دی اسلام" کا مصنف لکھتا ہے:۔

اسلامی قانون ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے اعمال مذہبی میں کامل آزادی حاصل تھی۔ بت پرست قبطی۔ کلدانی۔ اسرائیلی اور عیسائی یہ سب ایک دوسرے کے ہمسایہ بستے تھے۔ ہر شخص ان میں آزاد تھا۔

عہد مغلیہ تاریخ شاہد ہے کہ مغل دستور میں بھی سرکاری خدمات کے لئے کوئی نسلی و مذہبی امتیاز نہیں تھا۔ ہر شخص کا حق مساوی تسلیم کیا گیا تھا۔ مشہور مورخ گردھاری لال اپنی کتاب "گلشن ہند" میں لکھتا ہے کہ مغل بادشاہوں کے عہد حکومت میں ہر قوم کو مذہبی و معاشرتی آزادی حاصل تھی۔ جو وقت کسی ہندو ریاست سے جنگ ہوتی تھی تب بھی مسلمانوں کے عدل و انصاف اور حسن سلوک میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ ہندوؤں کی عبادت گاہیں ان کی دولت و ثروت اور ان کی معاشرت۔ حکومت کی دست اندازی سے بالکل آزاد تھی۔ جب ہندوؤں کے مذہبی جلوس نکلتے تو مغل سپاہی اور افسر اعزازی دستہ کے طور پر ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ اگر کوئی شریر فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرتا تو مسلمان آگے بڑھ کر اسے فوراً گرفتار کر لیتے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔

ترکی ترکی میں ہر قوم کو اپنی عبادات۔ اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے قومی معاملات میں پوری آزادی حاصل ہے۔ استنبول کا ایک کیتھولک عالم مسٹر جوزف دینائس لکھتا ہے:۔

ترکی سپاہی ہمارے مذہبی جلوسوں کے ساتھ اعزازی دستہ کی حیثیت سے نکلتے ہیں۔ ہمارے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہماری رسموں میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو مسلمان اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہمارے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھتے ہیں۔

ایران ایران میں بھی عیسائیوں۔ پارسیوں اور اسرائیلیوں سب کو پوری مذہبی اور معاشرتی آزادی حاصل ہے۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہبی معتقدات کی وجہ سے تکلیف نہیں دی جاتی۔

اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی کے تخت نشین ہوتے ہی صاف طور پر اعلان شائع کر دیا گیا تھا کہ "تمام غیر مسلم مذہب کے اعتبار سے بالکل آزاد رکھے جائیں گے۔ اور ان کی عبادات و رسوم میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے گی"۔

سفرنامہ ایران مصنفہ فیروز شاہ مصدق ہے کہ:۔ آج ایران میں تمام غیر مسلموں کے معابد۔ قومی مراکز اور تمام قومی معاملات ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔ ایران کے دستور میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے معاشرتی معاملات میں کامل آزادی حاصل ہے۔ بشرطیکہ وہ امن عامہ کے خلاف نہ ہوں۔

افغانستان افغانستان میں بھی ہر قوم کو اپنے مذہبی معاشرتی معاملات میں پوری آزادی حاصل ہے، وہاں ہندو، اسرائیلی۔ عیسائی سب ہی ایک دوسرے کے ہمسایہ بستے ہیں، ہر شخص ان میں کا آزاد ہے۔ مذہب میں۔ تعلیم میں لباس میں اور رسم و رواج میں کسی چیز میں بھی حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں کی جاتی۔

عراق عراق میں ہر قوم کو اپنی عبادات اور اپنے معاشرتی معاملات میں پوری آزادی حاصل ہے اور کسی شخص کو اس کے مذہبی عقیدہ کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جاتی۔ وہاں کثیر تعداد میں یہودی اور عیسائی آباد ہیں ان کی عزت و دولت انفرادی آزادی۔ اور آزادی ضمیر حکومت کی دست اندازی سے بالکل آزاد ہے۔

مصر مصر میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے اعمال مذہبی اور اپنے معاشرتی معاملات میں کامل آزادی حاصل ہے۔ مصر میں ہزاروں قبطی آباد ہیں۔ لیکن ان کی عزت ان کی دولت۔ انفرادی آزادی ضمیر حکومت کی دست اندازی سے بالکل آزاد ہے۔

حیدر آباد دکن مملکت دکن کے قانون میں بھی سرکاری خدمات کے لئے کوئی نسلی و مذہبی امتیاز نہیں ہے۔ ہر قوم کا حق مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔ حکومت کے تمام دفاتر میں بغیر امتیاز مسلم و غیر مسلم عہدہ دار مقرر کئے جاتے ہیں۔ آغاز سلطنت سے اب تک ہر زمانہ میں غیر مسلموں کو بڑے بڑے ذمہ دار عہدوں پر فائز کیا گیا اور زیادہ سے زیادہ ترقی کے مواقع ان کو دیئے گئے۔ قانون حکومت میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے اعمال مذہبی میں کامل آزادی دی گئی ہے۔ بشرطیکہ وہ امن عامہ کے خلاف نہ ہوں۔ ان حقائق سے انکار کرنا صداقت کا خون کرنا ہے۔ (ماخوذ)

وزیرستان کی موجودہ شورش کا اصلی سبب

اسوقت اخبارات میں سرحدی قبائل کے خلاف جو خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ وہ زیادہ تر غلط واقعات پر مبنی ہیں اور اب تک تصویر کا ایک ہی رُخ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے پہلو سے ناظرین بالکل بے خبر ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو بیان شائع ہوتا ہے اسے درست سمجھ کر اخبارات تبصرہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی ایسے معاملہ پر رائے زنی نہ کریں جب تک ملزم کا بیان نہ سن لیں۔

اسوقت یہی کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد میں جو شورش برپا ہے اس کی تہ میں مسجد شہید گنج اور ایک ہندو لڑکی کی واپسی کا مطالبہ کام کر رہا ہے۔

یہ الزامات بڑے شد و مد کے ساتھ سرحدی قبائل کے خلاف لگائے جا رہے ہیں۔ سرحدی قبائل کا نقطۂ نگاہ ہمارے سامنے نہیں۔ ان حالات میں اگر ہم کوئی فیصلہ صادر کرتے ہیں تو اسے یکطرفہ فیصلہ ہی کہنا چاہیئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام سرحدی قبائل فرشتے ہیں۔ اور ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایک شخص جو گورنمنٹ کی فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی سے پورے طور پر واقف ہو۔ اس کے لئے یہ وجوہ کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ یہ شورش کوئی نئی شورش نہیں۔ ہر سال ہم ایسے واقعات سنتے ہی رہتے ہیں۔ دلیل کے طور پر اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اسوقت سرحدی قبائل شہید گنج اور ہندو لڑکی کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تو سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہوتا ہے کہ گزشتہ سالوں میں سرحد میں کیوں شورش ہوئی۔ ہر سال سرحد پر فوج کشی کی جاتی ہے اور ہمیں نت نئے نفیروں کے نام سنائے جاتے ہیں لیکن آج تک کسی نے حقیقی طور پر یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اصل واقعات کیا ہیں۔

کیا سرحدی قبائل کی بغاوت کو شورش کہنا جائے اگر یہ فی الحقیقت شورش ہوتی تو برطانوی گورنمنٹ کے لئے ایسی شورش کا دبا لینا بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

سرحدی قبائل کے علاقوں پر قبضہ

اس کے ثبوت میں ہمارے پاس کئی انگریزی مصنفین کے اقتباسات موجود ہیں۔ جن کا دیانت داری سے یہ خیال ہے کہ سرحدی قبائل کو غلام بنالیا جائے۔ پس ان انگریزوں کے لئے جو سرحد میں فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی کے حامی ہیں جان بوجھ کر دیانت داری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ صاف کہدیتے ہیں کہ برطانوی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔

ان انگریزوں کو جو فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی کے شدید مخالف ہیں۔ یا جو نہیں چاہتے کہ گورنمنٹ سرحدی قبائل کے معاملات میں دخل دے ایک فوجی جرنیل نے اس طرح پر مخاطب کیا ہے:۔

"ہم نے آج تک جو نقصان اٹھایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری کوئی پالیسی نہیں۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ وہ بالکل عنقا ہے۔ ہم نے کئی سرگرمیاں دکھائیں۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اس لئے ہمیں فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی ہی کو زور کے ساتھ جاری رکھنا چاہیئے۔ اور ہمارا اگلا قدم وانا پر قبضہ ہی ہونا چاہیئے۔ جتنی جلدی اس پر قبضہ ہو جاتے اتنا ہی اچھا ہے"۔

یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اور کسی معمولی انگریز کے خیالات نہیں۔ بلکہ ایک ایسے انگریز فوجی افسر کے ہیں جس نے ہندوستانی فوج میں کافی عرصہ کام کیا ہے۔ یہ انگریز جنرل اے۔ بی۔ جی جکیب ہیں۔ اور یہ الفاظ اس نے کسی خفیہ جگہ پر نہیں بلکہ سنٹرل ایشین سوسائٹی کے سامنے ۱۹۲۶ء میں اپنی تقریر کے دوران میں کہے اس نے صاف طور پر کہا ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح وانا پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے میں یہ عرض کردوں کہ وانا وزیرستان میں ہے اور شورش کی خبریں بھی وزیرستان سے ہی آ رہی ہیں۔ وانا پر قبضہ مدت دراز سے ہو چکا ہے۔ اسوقت وہاں ایک بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ لیکن جنرل جکیب صرف وانا پر قبضہ کرنے کا خواہشمند نہیں تھا بلکہ اس نے اپنی پالیسی کی توضیح کی اور کہا کہ ہمیں مندرجہ ذیل پروگرام پر فوری عملدرآمد کر لینا چاہیئے۔

وہ پروگرام کیا ہے میجر جکیب کے الفاظ میں سنیئے:۔

(۱) وانا پر قبضہ (ب) رزمک سے لے کر وانا تک ملٹری موٹروں کے لئے پکی سڑک (ج) سروکئی سے وانا تک ایک اور سڑک (د) سروکئی سے ایک اور سڑک کھجوری کچھ کی طرف۔ اس آخری سڑک کو فورٹ سنڈیمن کے ساتھ ملا دیا جائے"۔

یہ تمام پروگرام وزیرستان پر قبضے ہی کا پروگرام ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ سرحد میں جو کچھ اسوقت ہو رہا ہے وہ اسی پروگرام کی تکمیل میں ہے میجر جکیب کا پروگرام اسقدر وسیع پروگرام نہیں تھا بلکہ اسے قلیل عرصہ میں پورا کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس پروگرام کو زیادہ وسیع کیا گیا۔ اور وہ وسیع پروگرام بست سالہ سکیم کے نام سے مشہور ہے۔ سکیم کا مصنف لکھتا ہے:۔

"اس لئے میں نہایت عاجزی کے ساتھ ایک سکیم کو پیش کرتا ہوں یہ سکیم بیس سال کی سکیم ہے اور چار حصول پر منقسم ہے"۔

ناظرین یہ جاننے کے ضرور خواہشمند ہوں گے کہ وہ بست سالہ سکیم کیا ہے؟ اور وہ کس طرح پر چار حصوں میں منقسم ہے۔ اس کے لئے پھر مصنف ہی کے اقتباسات پیش کرتا ہوں جن کو اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے:۔

"ہم افغانستان کو اپنے ارادوں سے مطلع کردیں اور سرحدی قبائل کو آگاہ کردیں کہ اگر انھوں نے ہماری پُرامن مداخلت کی مزاحمت کی تو ہم ان کے خلاف سخت کارروائی کریں گے"۔

دوسرا حصہ "جو کچھ ہم نے وزیرستان میں کیا ہے وہی ہمیں تیراہ اور مہمند کے علاقہ میں کرنا چاہیئے"۔

تیسرا حصہ "ہمیں بونیر، سوات اور چترال ریاستوں کو بھی اس امر کی ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ ہماری فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی میں شریک ہو جائیں"۔

چوتھا حصہ "تمام صوبہ سرحد کو غیر مسلح کر دیا جائے"۔

ہمیں اس پروگرام کے حسن و قبح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس سے ان لوگوں کے خیالات کی تردید ہو جاتی ہے۔ جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ سرحدی قبائل کی بغاوت کی تہہ میں شہید گنج کی مسجد یا کوئی اور ہندوستانی مسئلہ کام کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا وسیع پروگرام ایک نہایت تجربہ کار انگریز کا پروگرام ہے۔ جس کا اصلی نام ہم سے پوشیدہ ہے لیکن وہ مسٹر ماؤس (MOUSE) کے نام سے اخبارات میں مضامین لکھتا ہے۔ مسٹر ماؤس کی تمام مندرجہ سکیم سٹیٹسمین ۱۲ ر اگست ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں جلی عنوانوں کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ مسٹر ماؤس تو یہاں تک کہتے ہیں کہ

"سول نافرمانی ہمارے لئے کوئی مہم نہیں بلکہ حقیقی مہم سرحد کی مہم ہے"۔

میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا بلکہ مسٹر ماؤس کے اپنے الفاظ سنیئے:۔

"ہمیں اپنی آنکھیں بند نہیں کر لینی چاہئیں اس کے متعلق مسلمانوں میں جو ایجی ٹیشن شروع ہوگی اس کے مقابلے میں سول نافرمانی دھوبی گھاٹ پر دھوبی کی لڑائی معلوم ہوگی"۔

یہی مسٹر ماؤس ان انگریزوں کے خلاف جو اس کی سکیم کی مخالفت کرتے ہیں سخت الفاظ استعمال کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ:۔

"سر سنڈیمن کی وفات کے بعد ہماری سرحد کی پالیسی عملی نہیں بلکہ زبانی رہی ہے ہم نے فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی کو اس لئے منظور کر لیا کہ اس کے سوا اور کوئی سکیم نہیں تھی"۔

لیکن اس پالیسی میں وقتاً فوقتاً رکاوٹیں پیش آتی رہیں۔ ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ماؤس فارورڈ (پیشقدمی کی) پالیسی سے مطمئن نہیں ہے۔ بلکہ وہ سرحدی قبائل کو غیر مسلح بھی کرنا چاہتا ہے۔ سر رابرٹ سنڈیمن کو تو ناظرین جانتے ہوں گے ان کو فارورڈ (پیشقدمی کی) ٭٭

٭٭ پالیسی کا جنم داتا کہا جاتا ہے۔ ان کے نام سے بلوچستان میں ایک شہر آباد ہے اور کہا جاتا ہے کہ سر سنڈیمن کے وقت حکومت ہند کی پالیسی سرحدی قبائل میں مداخلت کے خلاف تھی۔ اسلئے سر سنڈیمن اور گورنمنٹ ہند کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوگئے۔ پھر سنڈیمن نے کس طرح گورنمنٹ ہند کو اپنی پالیسی پر چلایا۔ یہ طویل داستان ہے جس کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے (از انقلاب لاہور ۱۳ مارچ ۳۷ء بحوالہ المحدیث ۱۹ اپریل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تمام داعیان اسلام اور جن کے دل میں ملت اسلامیہ کا درد ہے اور جن کے قلوب ایمانی قوت سے معمور ہیں ان سے اپیل کی جاتی ہے کہ عید میلاد کا روز قریب آگیا ہے۔ اسی لئے اس حقیقی عید کے روز کو گذشتہ سالوں کی طرح کامیاب بنانے کے لئے کوشش کریں۔ امید ہے کہ تمام مقامات کی سیرت کمیٹیاں اور اسلامی ادارے اشاعت سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کام شروع کردیں گے۔ تمام اسلامی جرائد سے امید ہے کہ وہ اپنے اخبار کے صفحے عید میلاد کے لئے وقف کردیں گے اور سیرت حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت مضامین شائع کرکے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کریں گے۔ تاکہ مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی نیز روحانی راہیں کشادہ ہو جائیں اور وہ متحدہ قوت کے ساتھ مرکز اسلام

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر آجائیں اور اسلام کا ہر فرزند اپنا جان و مال خدا کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کردے اور اپنے تمام اختلافات مٹا کر اتحاد کی راہ ہموار کرے۔ جس طرح قرن اول میں صحابہ رضؓ نے اسوہ حسنہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا تھا۔ عمل کریں۔

امسال کی سیرت شائع ہو رہی ہے۔ مرکزی سیرت کمیٹی پٹی لاہور پنجاب سے خط و کتابت کریں۔

اسلامی جرائد جو سیرت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت مضامین شائع کریں وہ اپنے پرچے مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

خادم تحریک سیرت
کشفی شاہ نظامی پوسٹ بکس ۳۲۶ رنگون

ڈکٹیٹروں کا بچپن

سٹالن کی ۷۷ سالہ بوڑھی ماں کا بیان ہے کہ:۔

"ساسو" ایک اچھا لڑکا تھا۔ میں نے کبھی اسے سزا دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ وہ اپنے سبق کو نہایت تن دہی سے یاد کیا کرتا تھا۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے وہ سیکھنا نہ چاہتا ہو۔

شالن کی ماں کے سر کے بال برف کی طرح سفید ہو چکے ہیں۔ اس کے خط و خال دیکھ کر اب بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جوانی کے ایام میں کتنی خوبصورت ہوگی نفی کے محل میں اس کے لئے دو کمرے مخصوص ہیں۔ جہاں اس کے بیٹے کی تصویروں اور اس کے اخبارات میں شائع شدہ آرٹیکلوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ وہ اکثر ماؤں کی طرح شالن کے بچپن کی باتیں کرنے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ساسو ــــ وہ اسے اسی نام سے بلاتی ہے ــ گوری میں پیدا ہوا تھا۔ میں اب بھی آپ کو وہ گھر بتا سکتی ہوں، میری عمر اسوقت بیس۲۰ سال تھی اور ساسو میرا چوتھا بچہ تھا۔ ساسو کے پیدا ہونے سے پہلے ہی میرے تین بچے مرچکے تھے۔ اس لئے میں قدرتی طور پر اس سے بہت محبت کرتی ہوں۔ شالن کا باپ موچی تھا اس کا دادا پردادا بھی یہی کام کرتے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد جہاں تک انھیں یاد تھا۔ یہی کام کرتے آئے تھے۔ شالن کے باپ نے اُسے بھی موچی کا کام سکھانا چاہا تھا

پادری بنانے کی خواہش

ابھی شالن گیارہ سال کا تھا کہ اس کا باپ مرگیا۔ شالن کی ماں کی خواہش تھی کہ اسے کسی بہتر کام پر لگایا جائے وہ چاہتی تھی کہ اسے پادری بنایا جائے۔ اس کا یہ خیال محض فضول نہیں تھا۔ نہ ہی اس نے یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا۔ کہ پادری کی آمدنی کافی ہوتی ہے اور اس کا بیٹا نہایت اچھی طرح سے زندگی گذار سکے گا بلکہ وہ اپنے حلف کو پورا کرنا چاہتی تھی اس کے تینوں لڑکے شالن کی پیدائش سے پہلے مرچکے تھے۔ جب چوتھے بچے شالن کی پیدائش ہوئی تو اس نے حلف لیا کہ اگر میرا یہ بچہ زندہ رہا۔ تو وہ اسے پادری بنائے گی۔ چنانچہ جب شالن کی عمر ۱۵ سال ہوئی۔ وہ اسے گوری سے ٹفلس لے آئی اور وہاں اُسے مذہبی کالج میں داخل کرادیا۔

شالن کی جوانی کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت خاموش۔ عقلمند۔ اور مستقل مزاج نوجوان تھا۔ بچپن میں بھی اسے انصاف کا بہت خیال رہتا تھا۔ بچپن میں شالن کا ایک پڑوسی اپنے کتے کو بڑی طرح پیٹا کرتا تھا۔ کتے کی چیخوں کو سن کر شالن سے نہ رہا گیا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کرکے شخص مذکور کے گھر گیا

شخص مذکور کے اس سوال پر تم کیا چاہتے ہو۔ شالن نے کہا ــــ انصاف ــــ تمام لڑکوں نے اس پر حملہ کردیا اور اسے ڈنڈوں سے بُری طرح پیٹا گیا۔

سزا دینے کے بعد شالن نے نہایت بلند آواز سے کہا کہ "اب تجھے اپنے کتے کو ہر روز پیٹنے کی قیمت معلوم ہو جائے گی۔

بچپن سے ہی لیڈر

گاؤں کے بچوں نے شالن کی لیڈر شپ کو منظور کرلیا تھا۔ وہ لڑکوں کو ساتھ لے کر گاؤں سے بہت دور نکل جایا کرتا تھا۔ شالن کو کتابوں سے بہت دلچسپی تھی۔ اس کا ایک دوست اینڈرے جیو اسے کتابیں پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ وہ انھیں نہایت غور سے سنتا تھا۔ اور خاتمہ پر اس سے سوال کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے دوست سے سوال دریافت کیا "درختوں کے پتے کس نے بنائے ہیں؟" "خدا نے بنائے ہیں" ــــ دوست نے جواب دیا "کیا ان میں ہر ایک پتہ خدا نے بنایا ہے؟" شالن نے پھر دریافت کیا۔ "یقیناً" دوست نے جواب دیا۔ شالن نے پھر پوچھا کہ:۔ کیا دریا بھی خدا نے بنائے ہیں؟" دوست نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ اس پر شالن پکار اٹھا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ میرا باپ تمام دن کام کرتا ہے۔ اور جوتی کا صرف ایک جوڑا تیار کرتا ہے۔ خدا اتنی چیزیں کیسے بنا سکتا ہے؟

جب اس نے پہلی دفعہ زار کے مظالم کی داستان سُنی تو غصے سے تلملا اٹھا۔ اور کہنے لگا زار کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرے۔ کیا ہوا اگر وہ زار ہے۔ آخر ہے تو آدمی ہی۔ کسی آدمی کو دوسرے آدمیوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہیں کرنا چاہیئے

میں مار کھا سکتا ہوں

جیسے کہ پہلے کہا جاچکا ہے ساسو اپنے ساتھیوں میں نہایت ہر دلعزیز تھا۔ جب کسی لڑکے کی شرارت ظاہر ہوتی تو وہ الزام اپنے اوپر لے لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک لڑکے نے ایک دوکان سے چاکولیٹ کا ٹکڑہ چرالیا۔ ساسو نے یہ کہتے ہوئے کہ چونکہ میں تم سے زیادہ مضبوط ہوں۔ اسلئے مار اچھی طرح برداشت کرسکتا ہوں۔ چوری کا الزام اپنے اوپر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے لیا: بچپن میں اس کے دماغ پر آرمینیا کے قتل عام کا جس میں ہزاروں اشخاص کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ گہرا اثر ہوا وہ ہمیشہ اس بے انصافی پر غور کرتا رہتا تھا۔

کالج سے نکال دیا گیا

ان مظالم کو دیکھ کر اس کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ ظلم کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے سوشلسٹ لٹریچر پڑھنا شروع کیا۔ کارل مارکس کی ایک کتاب اس کے قبضہ سے پکڑی گئی۔ چنانچہ اسے مذہبی کالج سے نکالدیا گیا۔ اس کے دل میں اب پادری بننے کی خواہش نہیں رہی تھی۔ اور اب وہ اپنے اعتقادات کے لئے اپنی زندگی قربان کر دینا چاہتا تھا۔ وہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہو گیا۔ اور اس نے دیگر ساتھیوں سے مل کر تفلس میں مارکسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی۔ اسوقت سے لیکر ۱۹۱۷ء تک وہ ایک انقلاب پسند کی زندگی بسر کرتا رہا اسے چھ دفعہ گرفتار کر کے قید اور جلاوطن کیا گیا۔ پانچ دفعہ وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے تمام مصائب کو خندہ پیشانی برداشت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ لینن نے اسے فولادی آدمی کا خطاب دیا۔

ہٹلر کا بچپن

ماڈولف ہٹلر کا باپ ایک غریب کسان کی لڑکی کا ناجائز بچہ تھا۔ اس کا اصلی نام الائیس شکل گروبر تھا جب وہ ۴۰ سال کا ہوا۔ تو ایک ترکہ میں سے حصہ ملنے کی وجہ سے اس کا نام ہٹلر مشہور ہوا۔ جب وہ تیرہ برس کا ہوا تو وہ دی آنا چلا گیا۔ اور وہاں جا کر موچی کا کام کرنے لگ پڑا۔ لیکن اس کے دل میں بڑی بھاری امنگیں اور ولولے پائے جاتے تھے۔ جب وہ ۲۳ سال کا ہوا تو محکمہ چونگی میں افسر مقرر ہوا۔ جب اس کی عمر ۴۵ سال کی ہوئی تو اس نے مس اینا گلاسی مور سے جو کہ اس کی عمر سے ۱۴ سال بڑی تھی شادی کی۔ لیکن دونوں میاں بیوی میں جلد ہی ناچاقی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے انہیں ایک دوسرے سے طلاق لینی پڑی۔ طلاق لینے کے بعد عورت چل بسی اور اس نے ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ وہ غریب بھی ایک سال کے بعد چل بسی۔ دس ماہ کے بعد اس نے تیسری عورت مس خلارا پائزل سے شادی کر لی جو اس کی عمر سے ۲۳ برس چھوٹی تھی۔ جب ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو اس کے ہاں پہلا لڑکا اڈولف پیدا ہوا تو اس کی عمر ۵۲ سال کی تھی ۵۶ سال کی عمر میں اس نے پنشن لے کر شمالی آسٹریا کے شہر لنز کے پاس ایک چھوٹا مکان خرید کر اپنے خاندان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا

وہ ایک ضدی مزاج آدمی تھا اور دیہاتیوں سے توقع رکھتا تھا کہ وہ اسے "ہر" کہہ کر پکاریں ہر کسی سے لڑنا جھگڑنا اس کا خاصہ ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ہر کوئی اس سے نفرت کرنے لگ گیا۔ اسے کرنے کے لئے کوئی کام نہ تھا نہ ہی اس کا کوئی دوست تھا۔ اور اس کی مجلسی زندگی بھی نفی کے برابر تھی۔ قدرتی طور پر اس کے لئے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ خاندان کے ممبوں پر حکمرانی کرے۔ دوسرے الفاظ میں اس نے ایک گھریلو ڈکٹیٹر شپ قائم کر لی۔ اسے اگر اڈولف کو بلانا مقصود ہوتا تو وہ اپنی انگلیاں منہ میں ڈال کر سیٹی بجایا کرتا تھا۔

باپ کیلئے عزت اور ماں کیلئے پیار

اپنے والدین کے متعلق ہٹلر کے جذبات کیا تھے۔ اس کے متعلق وہ "مین کیمپف" میں لکھتا ہے "میرے دل میں میرے والد کے لئے احترام اور عزت تھی لیکن محبت مجھے اپنی ماں کے ساتھ ہی تھی"۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ ہر بات میں اپنی ماں پر انحصار رکھتا تھا۔ ہٹلر کی ماں ایک سادہ زندگی بسر کرنے والی اور تعلیمیافتہ عورت تھی وہ سخت محنت کا کام کرتی تھی۔ گھر کے افراد کے لئے خود کھانا پکاتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ گھر اور بچوں کی نگہداشت میں پوری دلچسپی لیتی تھی۔ کوئی اس کا مددگار نہ تھا۔

جنگی ذہنیت

کتب کے مطالعہ نے ہٹلر کو فوجی اور جنگی معاملات میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے پر مائل کر دیا۔ اور وہ ایسی کوئی بات نظر انداز نہ ہونے دیتا تھا۔ وہ "ہیرو" بننے کے خواب لینے لگا۔ اس کی آنکھوں کے آگے ہر وقت جنگ کا نقشہ کھچا رہنے لگا۔ اور سکول جانے اور سکول کا کام کرنے کی طرف بالکل لاپروا ہو گیا۔ والدین کی حکومت اسے ناگوار گزرنے لگی۔ باپ اپنے بیٹے کو سول سروس میں داخل ہوا دیکھنے کا متمنی تھا۔ مگر بیٹا سرے سے ہی اس کے خلاف تھا۔

باپ کی طرف سے مخالفت

ہٹلر بڑے شوق سے باپ کے سامنے مصوّر بننے کا خیال پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ لیکن باپ نے بہت غصّے سے کہا۔ "یہ کیا بے ہودگی ہے۔ بالکل پاگل پن۔ کم از کم میری زندگی میں یہ ممکن نہیں" ہٹلر بھلا کب جھکنے والا تھا۔ فوراً جواب میں بول اٹھا۔ "اچھا اگر یہ بات ہے۔ تو میں ہرگز ہرگز کچھ اور نہ سیکھوں گا۔ میں آرٹسٹ بن کر رہوں گا۔

کہتے ہیں کہ ہر ہٹلر نے اپنے ان الفاظ کو عملی جامہ پہنا کر ہی چھوڑا۔ اور سکول میں ایک لفظ تک نہ سیکھا۔ اور ارادتاً پہلی جماعت میں فیل ہو گیا۔ تاریخ میں اسے خوب مہارت تھی

سلطنت قایم کرنے کا خواب

تمام قوم پرست آسٹریا کے لوگ جرمن سلطنت سے اتحاد کے خواہاں تھے۔ وہ جرمنوں کی اقتصادی ترقی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہٹلر کے استاد ڈاکٹر پوپخ دجو ایک قوم پرست جرمن تھا) نے اپنے شاگردوں کے دلوں میں انقلاب پسندانہ خیالات بھر دیئے تھے۔ اور ہٹلر خود تسلیم کرتا ہے کہ وہ ایک "انقلاب پسند" بن رہا تھا۔ اور اب بھی وہ انقلاب پسندانہ خیالات ہٹلر کے دل سے محو نہیں ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں ہٹلر کا باپ مر گیا۔ ماں کی مرضی ہٹلر کو سکول سے اٹھا لینے کی نہ تھی۔ لیکن ایک مختصر سی علالت نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ساڑھے چار سال تک گھر میں بیکار بیٹھا رہا۔ آخر ماں بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بیس سال کی عمر میں وہ وی آنا روانہ ہو گیا اور "کچھ بننے" کی دھن لے کر گیا: بچپن کے بے فکری کے دن اب خواب ہو چکے تھے۔

شہد مقوی غذا اور بہترین دوا ہے

نیشکر اور چقندر کی شکر کے رواج سے پیشتر دنیا کی خوراک میں شہد ہی واحد مرکب مٹھائی تھی۔ ان ایام میں شہد اس قدر کثرت سے پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جتنا کہ اب ہوتا ہے۔ اور لوگوں میں مٹھائی کے لئے جو خواہش تھی اسے وہ آزادی کے ساتھ پوری نہیں کر سکتے تھے۔ سستی دانہ دار شکر کے باعث حالت میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ مثال کے طور پر لیجئے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں فی کس ۱۱۸ پونڈ استعمال کی جاتی ہے۔ جو واقعی بڑی مقدار ہے اسی طرح ہندوستان میں لوگ دانہ دار شکر کے عادی بن چکے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ اسقدر زیادہ شکر استعمال کرنے کا یقینی نتیجہ کیا ہو گا۔ یہ ایک اہم سوال ہے اگر شہد کا رواج پھر بحال کیا جائے اور خوراک میں اسے اس کا سابقہ درجہ دے دیا جائے تو آیا موجودہ نسل کو اس سے فائدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ خوراکی چیزوں کی خوبی کا مطالعہ کرنے سے کم سے کم دو وجہ ظاہر ہوگئیں کہ مٹھائیوں میں شہد کو کیوں ترجیح دینی چاہیئے

ترجیح کی پہلی وجہ۔ پہلی وجہ دوسری مٹھائیوں کے مقابلہ میں شہد آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔ دانہ دار شکر اور اس کی ملتی جلتی چیزوں میں یہ صفت ہوتی ہے کہ جب ان کو معمولی سے زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو وہ اعضائے ہضم میں خراش پیدا کر دیتی ہیں۔ اس سے بعض اوقات معدہ نفخ کر جاتا ہے (اس میں اپھارا پیدا ہو جاتا ہے) اور اس میں گیس بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات شکر سے بدہضمی کا بھی ظہور ہوتا ہے۔ جو لوگ بیٹھ کر کام کرتے ہیں مثلاً لکھنا پڑھنا یا کلرکی ان کو خاص طور سے بدہضمی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ شہد ان نقائص سے بالکل پاک صاف ہے۔ اسے ہضم ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ خاص کر ان لوگوں کے لئے جن کے معدہ میں گیس پیدا ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کچھ اغلب ہے کہ شکر سے قوت ہاضمہ میں روک پیدا ہو جائے اور یہ بات نیشکر کی شکر کی بدولت دیکھنے میں آتی ہے۔

ترجیح کی دوسری وجہ۔ شہد میں جو اوصاف ہیں۔ ان کے باعث ہم میں وہ کیڑے اور جراثیم داخل نہیں ہوتے جو امراض پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ شہد گلے کی خراش۔ اور کھانسیوں اور زکام میں بھی مفید پڑتا ہے۔ حلق میں جو جلن پڑتی ہے اسے مٹا دیتا ہے اور نرم جلاب کا بھی کام دیتا ہے۔ ہماری مائیں۔ نانیاں۔ دادیاں حکیم اور وید گلے کی جلن و خراش۔ کھانسیوں۔ زکام اور سردی میں شہد کا استعمال تجویز کرتے تھے۔ مگر چونکہ بازار سے خالص شہد ملنے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اس لئے لوگوں میں اس کے متعلق بے اطمینانی کا ظہور ہوا۔ اور انھوں نے اس کا استعمال ترک کر دیا۔ زبردست کھانسی میں شہد اور عرق لیموں کا مرکب یا شہد اور انگور کا رس زیادہ زود اثر ہوتا ہے اور بہت سے شربت جو ڈاکٹر اور حکیم فروخت کرتے ہیں ان میں افیون یا دیگر نقصان دہ ادویہ ہوتی ہیں۔ مگر شہد کا مرکب زیادہ محفوظ چیز ہے۔

خون میں جذب۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شہد خون میں کسی تبدیلی کے باعث جذب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بیمار لوگوں اور ان آدمیوں کے لئے جن کا ہاضمہ کمزور ہوتا ہے یا دل کمزور ہوتا ہے مفید پڑتا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تندرست اور طاقتور انسان کے لئے تو وہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد خون کی دھار میں فوراً داخل ہو جاتا ہے۔ اور طاقت دینے والی غذا کے طور پر غالباً کوئی اور چیز اس کے برابر نہیں ہے۔

خالص شہد اور دانت۔ پرانے زمانہ میں ڈنٹیسٹ (دانتوں کا ڈاکٹر) نہیں تھا۔ کسی کو اگر درد دانت ہو جاتا تھا وہ شاذونادر ہی بات مانی جاتی تھی۔ وہ حجام کے پاس جاتا اور درد والے دانت کو نکلوا دیتا۔ لوگ ٹوتھ برش۔ دانتوں کا منجن یا کوئی اور چیز استعمال نہیں کرتے تھے۔ باوجود اس کے ان کے دانت بڑے عمدہ اور مضبوط ہوتے تھے۔ لیکن جب سفید شکر کا رواج ہوا ہے۔ لوگوں کے دانت مضبوط نہیں رہتے۔ قدرتی بھوری شکر۔ شہد اور پھل دانتوں کے لئے بہترین چیزیں ہیں۔ سفید شکر میں کوئی معدنی چیز بالکل نہیں ہوتی برعکس اس کے شہد میں کئی ایسی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ جو دانتوں کی مضبوطی میں مدد دیتی ہیں۔ ان میں ضروری معدنی عناصر ہوتے ہیں جیسے کہ انسان کے جسم میں بھی پائے جاتے ہیں اور اسلئے وہ فائدہ دیتے ہیں

ٹائیفائڈ بخار اور نمونیہ میں شہد۔ ڈاکٹر جے۔ ایچ کیلاگ نے جو کریگ سینیٹیریم کے افسر اعلیٰ ہیں اپنی "جدید غذائیں" نامی کتاب میں لکھا ہے کہ کسی دیرینہ مرض میں جیسا کہ ٹائیفائڈ بخار یا نمونیہ ہوتا ہے اور جن میں قوت ہاضمہ بہت کمزور پڑ جاتی ہے خاص کر ان لوگوں کے لئے جن کا دل کمزور ہوتا ہے۔ شہد بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جہاں طبی برادری نے عام طور پر اس وصف کے تسلیم کرنے میں سستی دکھائی ہے۔ وہاں آجکل ایسے ڈاکٹروں کی تعداد بڑھ گئی ہے جو اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ اور جو یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ دل کے لئے شہد میں خاص مرکب صفت پائی جاتی ہے یعنی اس کے استعمال سے دل اچھی طرح کام دیتا رہتا ہے۔

دل کی کمزوری کا علاج۔ ڈاکٹر جی این ڈبلیو ٹامس ایم بی سی۔ ایچ۔ ڈی ایڈنبرا لکھتے ہیں۔ جن لوگوں کو ناقص خوراک ملنے سے دل کمزور ہو جاتا ہے میں نے ان کو شہد استعمال کرایا تو اسکا حیرت انگیز نتیجہ نکلا۔ دل کا عمل بحال ہو گیا۔ اور مریض زندہ ہو گیا ایک مریض نمونیہ کے متعلق مجھے حال میں شہادت مل گئی۔ میں نے تجویز کی کہ جسم کی عام درستی کے لئے شہد دینا چاہیئے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہی کہ دل کی کمزوری میں شہد دیا جائے۔ مریض نمونیہ کو اس سے بڑا فائدہ ہوا

خون کا دباؤ۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر انسان کو قبض ہو اور اس کے ساتھ دیگر شکایات ہوں تو ان سے خون کا زبردست دباؤ ظہور میں آتا ہے ایسے لوگوں کو شہد دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ دیگر مناسب غذائیں بھی دینی چاہئیں۔ تا کہ خون کا دباؤ اصلی اور معمولی حالت میں آ جائے۔

تکان دور کرتا ہے۔ کارلسبیڈ ڈاکٹر آرنلڈ لوراند کا بیان ہے کہ شہد ان لوگوں کے لئے خاص طور سے مفید ہوتا ہے جن کا ہاضمہ کمزور ہو اور ان لوگوں کے لئے جن کا دل کمزور ہو۔ آپ کی تصانیف میں جابجا شہد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص حد سے زیادہ محنت کرنے سے تھک جائے۔ تو آپ جو چیزیں دینے کے لئے تجویز کرتے ہیں ان میں شہد شامل ہے۔ چائے کا چمچہ شہد سے بھر کر گرم پانی میں ڈال دیا جائے۔ اور پانی کو خوب ملایا جائے۔ اس کے بعد وہ پی لیا جائے۔ تندرست اور طاقتور لوگوں کے لئے جو حد سے زیادہ تھک جائیں شہد اکسیر ثابت ہوگا۔

سبزی خور اور شہد۔ شہد سے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ جو لوگ سبزی خور ہیں ان کو شہد ضرور استعمال کرنا چاہیئے لیکن چاہے خوراک کسی قسم کی ہو۔ اگر شہد صبح کے ناشتے کے ساتھ کھایا جائے تو اس سے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ آنتوں کے فعل پر اس کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ شہد میں قدرتی ایک قسم کا تیزاب ہوتا ہے جسے فورمک ایسڈ کہتے ہیں۔ اس لئے اس میں شفا بخشنے کی بعض صفات ہوتی ہیں مگر اس حقیقت پر بہت کم غور کیا گیا ہے۔

شہد کا شربت۔ جو کھانسی نزلے میں ہو اس میں شہد بڑا مفید پڑتا ہے۔ بعض ممالک میں تو اسے خارجی طور پر مالش یا لیپ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اُسے بعض ادویہ میں ملانے سے ان کا عمل زیادہ اچھا ہو جاتا ہے۔ شربت جس میں شہد ملا ہو وہ شہد میں جوش آنے سے بنتا ہے۔ یہ شربت عام طور پر خوب پسند کیا جاتا ہے۔

سل و دق کا استعمال۔ کیلیفورنیہ کے ڈاکٹر نٹال نے سفارش کی ہے کہ جن لوگوں کا ہاضمہ کمزور ہو ہو جائے ان کو شہد استعمال کرانا چاہیئے

سالٹ لیک سٹی امریکہ کے ڈاکٹر ٹائیفائیڈ بخار (تپ محرقہ) کے مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ جن سے علاج میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ آپ کو معلوم ہو گیا اسے وہ لوگ بھی ہضم کر لیتے ہیں جن کا ہاضمہ کمزور ہو۔ شہد میں فولاد کا جزو ہوتا ہے۔ جو بچوں کو بڑا فائدہ دیتا ہے۔ یورپ کے کسانوں میں شہد کو مرض سل و دق کا دافع مانا جاتا ہے۔ عرق نارنگی اور مچھلی کے تیل کا کامیاب بدل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے پڑھنے سے ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں مُفت ملیں گی!!

جن دوستوں کا چندہ اخبار ختم ہے ان سب صاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ یکم مئی ۳۷ء کو ہر ایک صاحب کے نام ایک روپیہ چودہ آنے کا وی پی ارسال ہوگا جس کی تفصیل یہ ہے۔ چندہ اخبار نور ایک سال ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۸/) اور تین آنے وی پی محصول۔ اور تین آنے قیمتی ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابوں کا محصول۔ جو وی پی وصول کرنے والے ہر دوست کو ایک ہفتہ کے اندر اندر مفت ارسال ہوں گی۔ تفصیل کے لئے اس اخبار کا صفحہ ۲ ملاحظہ کیجئے۔

"نور" جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجا لاتا ہے۔ اپنے تو اپنے بیگانے تک بھی معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچے کی اعانت کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ اور پھر جس صورت میں کہ سالانہ چندہ باوجود کاغذ کی غیر معمولی گرانی کے یکدم بجائے تین روپے کے ایک روپیہ آٹھ آنے کر دیا گیا ہے۔ اور پھر مزید برآں ایک روپیہ آٹھ آنے کی کتابیں بھی مفت۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا سستا سودا ہو سکتا ہے۔ اس پر بھی اگر کسی کو آئندہ "نور" کا ساتھ دینا نامنظور ہو تو ۲۰ اپریل سے پہلے پہلے اس کی اطلاع دفتر نور میں پہنچانا ایسے دوستوں کا اخلاقی فرض ہوگا۔

۱ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب نمبردار — عہ۱۴/
۳ خان بہادر مرزا غلام محمد اتی خان صاحب — عہ۱۴/
۸ محمد یوسف صاحب بنگلور — عہ۱۴/
۱۴ ملک غلام حمید خان صاحب پنشنر تحصیلدار — عہ۱۴/
۱۵ محمد اکبر خان صاحب ایچ ڈی سی — عہ۱۴/
۱۹ مولانا محمد ابو الحمید صاحب — عہ۱۴/
۲۲ جناب محمد رمضان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس — عہ۱۴/
۲۶ لائبریرین صاحب انجمن احمدیہ مردان — عہ۱۴/
۳۰ چوہدری فضل دین صاحب نمبردار — عہ۱۴/
۳۱ مولوی غلام رسول صاحب ریڈر — عہ۱۴/
۴۰ جناب محمد احسان الحق صاحب سررشتہ دار — عہ۱۴/
۴۱ خان صاحب سید محی الدین احمد صاحب پنشنر — عہ۱۴/
۴۵ شیخ حسن صاحب بیٹری مرچنٹ — عہ۱۴/
۴۶ مولوی غلام حسن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز — عہ۱۴/
۴۹ منشی کرم بخش صاحب پٹواری — عہ۱۴/
۵۱ چودھری عبد المالک صاحب تحصیلدار — عہ۱۴/
۵۴ مولوی کرم داد صاحب — عہ۱۴/
۶۱ ڈاکٹر معراج الدین صاحب — عہ۱۴/
۶۴ منشی غلام حیدر صاحب سب انسپکٹر اشتمال اراضی — عہ۱۴/
۷۰ جناب عبد الحمید صاحب سب انسپکٹر پنشنر — عہ۱۴/
۷۶ چوہدری حیات محمد صاحب ایس ڈی او — عہ۱۴/
۸۰ منیجر احمدیہ ٹریڈنگ ادم صدر بازار نوشہرہ — عہ۱۴/
۸۶ سیٹھ علی محمد اللہ رکھا صاحبان بنگلور — عہ۱۴/
۹۱ بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر نہر — عہ۱۴/
۹۷ بابو محمد اسماعیل صاحب احمدی مغلپورہ — عہ۱۴/
۱۰۱ ڈاکٹر عبد المجید خان احمدی کوئٹہ — عہ۱۴/
۱۱۰ منشی غلام قادر صاحب احمدی — عہ۱۴/
۱۱۱ میر اسحاق علی صاحب احمدی وکیل محبوب نگر — عہ۱۴/
۱۱۲ چودھری نذیر احمد صاحب انسپکٹر ٹیکس — عہ۱۴/
۱۱۴ بابو ظہور الحسن صاحب کلرک دفتر نہر — عہ۱۴/
۱۱۵ مولوی فتح محمد صاحب ہیڈ ماسٹر — عہ۱۴/
۱۱۸ ڈاکٹر محمد الدین صاحب نزول — عہ۱۴/
۱۲۰ مولوی سید وزارت حسین صاحب — عہ۱۴/
۱۲۱ مستری حاکم الدین صاحب — عہ۱۴/
۱۲۲ پیر اکبر علی صاحب ملیڈر احمدی — عہ۱۴/
۱۲۶ چودھری امیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر — عہ۱۴/
۱۲۷ حکیم سید سعادت علی صاحب — عہ۱۴/
۱۳۸ جناب محمد عزیز اللہ صاحب آفریدی احمدی جمعدار — عہ۱۴/
۱۴۰ حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائیکورٹ — عہ۱۴/
۱۴۵ خان صاحب دلاور خان صاحب — عہ۱۴/
۱۵۶ جناب محمد ہاشم صاحب احمدی — عہ۱۴/

۱۵۹ ڈاکٹر مرزا محمد جمیل بیگ صاحب — عہ۱۴/
۱۶۰ چوہدری محمد حیات خان صاحب احمدی پنشنر تحصیلدار — عہ۱۴/
۱۶۸ منشی مہر الدین صاحب ٹھیکیدار نہر — عہ۱۴/
۱۷۵ مولوی صدر الدین صاحب — عہ۱۴/
۱۸۴ شیخ حبیب احمد صاحب میمن — عہ۱۴/
۱۹۳ ڈاکٹر نواب احمد صاحب چمن — عہ۱۴/
۲۰۰ قریشی عبد المجید صاحب سب انسپکٹر پولیس — عہ۱۴/
۲۰۱ چودھری نظیر محمد صاحب انسپکٹر پولیس — عہ۱۴/
۲۱۰ منشی محمد یوسف علی صاحب — عہ۱۴/
۲۱۵ سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی — عہ۱۴/
۲۲۲ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب بجان — عہ۱۴/
۲۳۸ جناب نواب خان صاحب ظفر سیال — عہ۱۴/
۲۳۹ ملک عادل شاہ صاحب — عہ۱۴/
۲۵۲ خواجہ عبد اللہ سب ڈویژنل آفیسر — عہ۱۴/
۲۵۶ منشی صدر الدین صاحب گرداور — عہ۱۴/
۲۵۸ ملک احمد الدین صاحب ہیڈ کنسٹیبل — عہ۱۴/
۲۵۹ مرزا غلام سرور صاحب احمدی — عہ۱۴/
۲۶۱ ایم فتح محمد سہگل اینڈ کو — عہ۱۴/
۲۶۸ منشی محمد عبد اللہ خان صاحب پٹواری — عہ۱۴/
۲۷۴ ایم عابد شریف صاحب — عہ۱۴/
۲۸۱ جناب محمد اقبال حسین صاحب بی۔اے — عہ۱۴/
۲۸۴ ملک سلطان محمد صاحب — عہ۱۴/
۳۰۰ میاں غلام حسین صاحب سیاد رسر — عہ۱۴/
۳۰۴ مولوی محمد علی صاحب ناظر ڈسٹرکٹ جج — عہ۱۴/
۳۲۳ منیجر مسلم ریڈنگ روم شیموگہ — عہ۱۴/
۴۰۱ راجہ شریف اللہ خان صاحب — عہ۱۴/
۴۸۱ جناب محمد اکرم خان صاحب بی اے منصرار — عہ۱۴/
۵۰۴ قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور — عہ۱۴/
۵۳۱ پیر محمد زمان شاہ صاحب ملیڈر — عہ۱۴/
۵۳۲ مولوی غلام ربانی صاحب ملیڈر — عہ۱۴/
۵۳۷ بابو غلام محی الدین صاحب پوسٹل کلرک — عہ۱۴/
۵۴۲ مولوی محمد عبد الحق صاحب — عہ۱۴/
۵۴۰ جناب سید حسین صاحب انعام دار وکیل — عہ۱۴/
۴۷۸ ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ایس اے ایس برما — عہ۱۴/
۵۰۵ مرزا احمد بیگ صاحب احمدی انسپکٹر ٹیکس — عہ۱۴/
۴۲۴ مولوی عبد العزیز صاحب احمدی — عہ۱۴/
۶۳۶ جناب حبیب الرحمان صاحب — عہ۱۴/
۳۴۳ ملک سراج الدین صاحب چارکول مرچنٹ — عہ۱۴/
۳۶۸ منشی احمد حسین و فضل حسین صاحبان — عہ۱۴/
۳۹۰ سیٹھ حاجی ابراہیم۔ الہ دین بلڈنگ — عہ۱۴/
۴۳۱ ڈاکٹر ایچ اے یوسف زئی — عہ۱۴/
۲۹۱ عزیزہ بی بی شریف النساء صاحبہ — عہ۱۴/

۱۳۸ شیخ الٰہی صاحب پارسل کلرک — عہ۱۴/
۶۵۹ چوہدری محمد شریف صاحب بی اے ایل ایل بی — عہ۱۴/
۶۷۶ جناب سعد اللہ خان صاحب ترنگ زئی — عہ۱۴/
۶۸۲ جناب عبد اللطیف صاحب سپروائزر — عہ۱۴/
۶۸۷ میر اسحق علی صاحب وکیل — عہ۱۴/
۶۹۰ جناب برکت علی خان صاحب کنٹریکٹر — عہ۱۴/
۶۹۲ میر عمر خطاب صاحب وثیقہ نویس — عہ۱۴/
۶۹۳ مولوی مبارک علی (خان صاحب) ہیڈ ماسٹر — عہ۱۴/
۶۹۹ منیجر نواب ممتاز یار والدولہ لائبریری — عہ۱۴/
۷۰۳ منشی دانشمند خان صاحب وکیل — عہ۱۴/
۷۰۹ خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب — عہ۱۴/
۷۱۲ منشی عبد القادر صاحب احمدی کمپونڈر — عہ۱۴/
۷۱۳ جناب محمد مہدی علی خان صاحب کنٹریکٹر — عہ۱۴/
۷۲۵ گل محمد خان صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر — عہ۱۴/
۷۲۶ ڈاکٹر شبیری صاحب علمن — ع۶/
۷۲۹ چودھری محمد حسین صاحب احمدی جمعدار — عہ۱۴/
۷۳۳ حاجی غنی موسیٰ صاحب ساگر — عہ۱۴/
۷۳۹ چودھری پیر محمد کودایا صاحب — عہ۱۴/
۷۴۱ چودھری محمد شریف صاحب پولیس انسپکٹر — عہ۱۴/
۷۴۵ ڈاکٹر غلام قادر صاحب S.A.S برما — عہ۱۴/
۷۴۶ میر کلیم اللہ صاحب سول کنٹریکٹر — عہ۱۴/
۷۵۲ ڈاکٹر فضل کریم صاحب — عہ۱۴/
۷۶۵ منشی محمد ابراہیم صاحب پٹواری — عہ۱۴/
۷۶۹ سردار فضل حق خان صاحب ناظم عدالت — عہ۱۴/
۷۷۲ ملک نادر خان صاحب نائب تحصیلدار — عہ۱۴/
۷۷۶ شیخ عبد الغنی صاحب چیف کمرشل کلرک — عہ۱۴/
۷۸۲ سردار امیر محمد خان صاحب تمندار — عہ۱۴/
۷۸۶ میر مہدی حسین صاحب احمدی دہلی — عہ۱۴/
۷۸۷ خان بہادر چودھری نعمت خان صاحب — عہ۱۴/
۷۹۶ ایم عبد الرزاق مرچنٹ شیموگہ — عہ۱۴/
۸۰۱ چودھری عزیز اللہ صاحب وکیل — عہ۱۴/
۸۰۹ راجہ علی محمد خان صاحب — عہ۱۴/
۸۲۳ مولوی نصیر الدین صاحب احمدی — عہ۱۴/
۸۲۷ چودھری سلطان احمد صاحب احمدی اسرا — عہ۱۴/
۸۳۱ مولوی عبد الرحیم صاحب احمدی کیرنگ — عہ۱۴/
۸۳۹ حافظ سید مختار احمد صاحب — عہ۱۴/
۸۴۳ اسرار محمد و ابرار محمد صاحبان — عہ۱۴/
۸۴۹ چودھری نواب دین صاحب احمدی دہنی دیو — عہ۱۴/
۸۵۰ مرزا محمد بیگ صاحب احمدی محبوب نگر — عہ۱۴/

۸۵۵ شیخ محمد یوسف سیکرٹری انصار اللہ — عہ۱۴/
۸۵۶ جناب محمد شفیع صاحب وٹرنری اسسٹنٹ — عہ۱۴/
۸۵۸ جناب مظفر سید جلال الدین صاحب — عہ۱۴/
۸۶۵ بابو امیر علی خان صاحب کنٹریکٹر — عہ۱۴/
۸۶۹ بابو عبد الکریم خان صاحب احمدی — عہ۱۴/
۸۷۰ ماسٹر شاہ محمد صاحب احمدی — عہ۱۴/
۸۷۳ چودھری محمد عمر صاحب — عہ۱۴/
۸۷۵ میاں محمد یوسف صاحب احمدی — عہ۱۴/
۸۹۶ شیخ فضل کریم صاحب سپرنٹنڈنٹ — عہ۱۴/
۹۰۷ چودھری مولا بخش صاحب انسپکٹر ٹیکس — عہ۱۴/
۹۱۱ شیخ محمد صدیق صاحب کلکتہ — عہ۱۴/
۹۱۲ جناب طبیب علی عبد الرسول صاحب ناکمہ — عہ۱۴/
۲۱ چوہدری غلام احمد صاحب — عہ۱۴/
۳۳ اخوانزادہ محمد افضل خان صاحب — عہ۱۴/
۴۹ الیس محمد امین فضل کریم کلکتہ — عہ۱۴/
۵۰ شیخ منظور علی صاحب سٹی کوتوال — عہ۱۴/
۱۰۳ سید محمد عقیل صاحب احمدی — عہ۱۴/
۱۰۸ حاجی عبد اللطیف صاحب — عہ۱۴/
۱۴۳ حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب احمدی — عہ۱۴/
۱۸۶ خواجہ غلام نبی صاحب — عہ۱۴/
۱۸۸ بابو قمر الدین صاحب احمدی — عہ۱۴/
۱۸۹ ڈاکٹر مہر علی صاحب S.A.S جمعدار — عہ۱۴/
۱۹۴ بابو احمد اللہ خان صاحب — عہ۱۴/
۲۳۵ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب S.A.S — عہ۱۴/
۲۴۹ سید محمد حسین صاحب احمدی ریڈر — عہ۱۴/
۲۹۴ محمد ابراہیم صاحب سب پوسٹ ماسٹر — عہ۱۴/
۲۶۰ شیخ محمد عثمان صاحب سب اوورسیر — عہ۱۴/
۳۲۶ مولوی محمد موسیٰ صاحب ہیڈ کنسٹیبل — عہ۱۴/
۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب علوی ایم اے۔ ایل ٹی — عہ۱۴/
۵۴۶ عباس علی محمد علی کنٹریکٹر — عہ۱۴/
۷۸۹ خان بہادر چودھری ابو الہاشم خان صاحب — عہ۱۴/
۸۰۵ صوبیدار چودھری نظام الدین صاحب احمدی — عہ۱۴/
۸۲۸ جناب شیر محمد خان صاحب — عہ۱۴/
۸۵۳ حاجی بلاول صاحب موضع بادرہ — عہ۱۴/
۸۷۲ شیخ علی محمد و فضل دین صاحبان نیازہ — عہ۱۴/

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور نامرد کو مرد۔ اور مرد کو جواں مرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خان صاحب رئیس اعظم

کوٹ رحمت خان۔ ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام ہو گیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں"

دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دھوم مچ رہی ہے،

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ، گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج بہادر کو استعمال کرایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے۔ اب وہ غرباء میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدین خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل ادویہ شامل ہیں، سونے کا کشتہ۔ کستوری عنبر۔ یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ مندرجہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا بیٹھنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر۔ بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام۔ یعنی ایک ماہ کی خوراک صرف بیس روپے۔ محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اکسیر اکبر ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جس کی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سیکڑوں مقوی ادویہ کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمایئے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمایئے۔

قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب اپر ایر آبز رویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی ہے اس کی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں۔ جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں گے"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بد قسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہے یہ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے مرض کو جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔

قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھا پور نواب گنج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے لہذا بذریعہ خطہٰذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی۔پی بھیجکر شکریہ کا موقع دیجئے"

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچگان" رکھا گیا ہے۔ اسہال ہر قسم، ہیضہ اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کے لئے یہ دوا بفضل ایزدی تیر بہدف ہے سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال اور ہیضہ وغیرہ میں بہت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے محصولڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی اسکا استعمال شروع کردیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کرکے انہیں فولاد کی طرح چمکاتا اور بدبو کو دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرّح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کردے گا۔ ایک ماہ کی خوراک قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردشکم، اپھارا بادِ گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال ریاح۔ کھانسی دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی مکھن۔ بالائی انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے دماغ، حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بے نظیر چیز ہے قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے یہی حال آپ معدہ کا سمجھیے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں؟ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یکصد گولی صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاو گولیاں

افیون بہت ہی بڑی بلا ہے علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جاتے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ

بیس۲۰ سالہ افیون کھانے کی وبا سے نجات ملگئی

مکرم جناب نور احمد خان صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر سانبھر سے تحریر فرماتے ہیں کہ:—

"آپ کی مرسلہ افیون چھڑاو گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں۔ یہ صاحب بیس۲۰ سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے۔ ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہے گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت ہے۔ لہذا آپ ایک صد گولیاں بذریعہ خطہٰذا بھیجدیجئے۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کردیتا ہے۔ سر میں درد طبیعت سرد، چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اُکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنادیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرّب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصولڈاک علاوہ

بیس۲۰ سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی!

جناب مہدی خان صاحب گمھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس۲۰ سال کے امراض احتلام۔ جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالےٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر روف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ پھر انکے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جوانسان کو زندہ درگور بنادیتا ہے لگجاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجیے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجیے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے ایک روپیہ چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کے مول

ان آٹھ کتب کا سٹ خریدنے والوں سے بجائے
پانچ روپے ایک آنہ کے صرف
دو روپے آٹھ آنے
محصول ڈاک علاوہ

ان آٹھ کتب کا سٹ خریدنے والوں سے بجائے
پانچ روپے ایک آنہ کے صرف
دو روپے آٹھ آنے
محصول ڈاک علاوہ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جسمیں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) ویدیمرتی بیان (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنئو (۵) مورتی پوجا (۶) تنوک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو رح صاحب دل وجان سے مؤید تھے۔ مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک رح (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل ومبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے ہمیشہ حامی ومددگار رہے۔ اور سکھوں کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ بے نظیر کتاب ہے۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱) محصول ڈاک علاوہ

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے۔ یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہوتا کہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت پانچ آنے (۵/) محصول ڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے۔ جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے چھاپا گیا ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین مبلغ ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ

سکھ مسلم اتحاد

یہ ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنتھ اور دیگر تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگت کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کی روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق میں پھیلی ہوئی ہیں اور آجتک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۱۹۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کی وبا کی آندھی چلی تھی اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی۔ اس کی ناشراور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آوٹ لک۔ زمیندار۔ سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آجتک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئیں ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں بھی اسکا ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا۔ اب ۱۰۸ صفحات ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب اور تبلیغی حربہ کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو اس لئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دہرم — گوروکی بانی (گورمکھی میں)

قیمت ایک آنہ ۱/ — قیمت ایک آنہ ۱/

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے۔ اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے لئے جائینگے۔ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب